بہارِ ایصالِ ثواب

مصنف

نبیرۂ صدر الشریعہ جگر گوشۂ محدث کبیر استاد الاساتذہ

حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب رحمہ اللہ

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

www.muftiakhtarrazakhan.com

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

     /makhtarraza1011

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ

بہارِ ایصالِ ثواب

تصنیفِ لطیف

نبیرۂ صدر الشریعہ، خلیفۂ تاج الشریعہ، قائم مقام محدث کبیر

حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی نوری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن، کراچی پاکستان

www.muftiakhtarrazakhan.com 0092 303 2886671

تقدیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ

حضور اقدس ﷺ کی حیات ظاہری سے لے کر تمام قرون میں آج تک ایصال ثواب یعنی اپنے اعمال حسنہ کا ثواب مسلمانوں کی روح کو پہونچانا جاری وساری ہے اور انشاء اللہ تا قیامِ قیامت جاری وساری رہے گا کسی زمانہ میں علاوہ معتزلہ اور نام نہاد اہل حدیث (غیر مقلدوں) اور دیوبندیوں کے کسی نے اس کا انکار نہ کیا اور ایصالِ ثواب کے جواز پر کئی آیات قرآنیہ اور بے شمار احادیثِ نبویہ دال ہیں جن میں سے چند اس رسالہ میں درج ہیں برکت کے لئے یہاں ایک ملاحظہ فرمائیں

عن انس رضی اللہ عنہ **قال قال رسول اللہ** ﷺ **ان اعمالکم تعرض علی اقاربکم و عشائرکم فان کان خیرا استبشروا و ان کان غیر ذلک قالوا اللھم لاتمتھم حتی تھدیھم کما ھدیتنا** یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک تمہارے اعمال تمہارے عزیز واقارب کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اگر اچھے عمل ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں ورنہ کہتے ہیں اے اللہ! انہیں موت نہ دے یہاں تک کہ انہیں ہدایت دیدے جس طرح تو نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی (مسند احمد ۱۶۵/۳ ،حکیم ترمذی نوادر الاصول ۲۱۳ مطبوعہ دار صادر بیروت)

تمام امت مسلمہ کے لئے یہ رسالہ بہت ہی اہم موضوع کا حامل ہے یہ وہ مسئلہ ہے جس کو بارہویں صدی ہجری سے نام نہاد مسلم علماء جنہیں آج وہابی، غیر مقلد، اہل حدیث اور

دیوبندی وغیرہا فرقوں کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے انہوں نے بلا دلیل شرعی محض عظمت مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے سچے شیدائیوں اور پیروکاروں کے عناد میں شرک و بدعت وحرام اور بہت سے نازیبا الفاظ سے یاد کیا ہے اسی وجہ سے امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں (حدائق بخشش ج ۱ ص ۔۔مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم نبی　　اس برے مذہب پر لعنت کیجئے

بہت سے ایسے ہیں کہ ایک طرف ان مسائل میں شرک و بدعت کا فتویٰ بھی دیتے لکھتے ہیں تو دوسری طرف خود وہ اور ان کے اکابر و پیر کے نظریات میں تضاد بھی ہیں ہم ذیل میں انہیں کی کتابوں سے چند مثالیں بیان کرتے ہیں ملاحظہ ہوں

(۱) یہ ہر روز اعادہ ولادت) حضور (کا مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں (براہین قاطعہ ص ۱۴۸ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی) بھلا بتائیے حضور ﷺ کے ذکر میلاد کو کنھیا کی پیدائش کے مثل قرار دیا اور مولوی فردوس قصوری نے اس کے برخلاف بیان کیا ملاحظہ ہو

حضور کی ولادت باسعادت کا ذکر بلکہ آپ کے جوتوں کے گرد وغبار کا ذکر اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے مختصرا (چراغ سنت ص ۱۲۷) اور مولوی حسین احمد لکھتے ہیں ''وہابیہ خبیثہ کثرت صلاۃ وسلام، درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرات دلائل خیرات وقصیدہ بردہ ہمزیہ وغیرہ کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں الحاصل وہ (محمد بن عبد الوہاب نجدی) ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا''
(شہاب ثاقب ص ۵۰ تا ۵۲)

(۲) گزشتہ دنوں لیڈیز کلب ماڈل ٹاؤن میں بیگم ڈاکٹر عباس علی کی زیر قیادت محفل میلاد منعقد ہوئی محفل میں نعتوں اور درود شریف کے علاوہ خواتین کو اسلامی طرز فکر کے

مطابق زندگی استوار کرنے کی خاطر بیگم مودودی نے پراثر تقریر کی۔ (روزنامہ مشرق ۱۱/ ۲۶/ ۶۵)

یہ بیگم مودودی کا نظریہ تھا اب ان کے شوہر مودودی صاحب کا نظریہ سماعت فرمائے

یہ تہوار جسے ہادی اسلام ﷺ سے منسوب کیا جاتا ہے حقیقت میں اسلامی تہوار ہی نہیں اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا صد افسوس کہ اس دن کو دیوالی اور دسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے (ہفت روزہ قندیل لاہور ۳ جولائی ۱۹۶۶ء)

(۳) انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات امتی بظاہر مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں (تحذیر الناس ص ۵)

یہ تو مولوی قاسم نانوتوی لکھتے لیکن انہیں کی جماعت کے ایک علم بردار مولوی خلیل احمد ان پر بھی کفر کا فتوی دیتے ہوئے رقم طراز ہیں "ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلی ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتوی دے چکے ہیں۔ (المہند ص ۳۱)

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی — زمین پہ جلوہ نما ہیں احمد مختار ﷺ

(قصائد قاسمی ص ۷)

(۴) مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے اپنے ان اشعار میں حضور اقدس ﷺ کو مدد کے لئے پکارا ہے جبکہ انہیں کی آغوش کے پروردہ مولوی اشرف علی تھانوی ان کو کافر و

مشرک ہونے کا فتوی دیتے ہیں ملاحظہ ہو''کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہوگئی '، کسی کو نفع ونقصان کا مختار سمجھنا' کسی سے مرادیں مانگنا یا یوں کہے کہ خدا اور رسول چاہے گا' تو شرک ہے (بہشتی زیور ص ۳۵)

جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں — تم اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ ﷺ
پھنسا ہے بے طرح گردابِ غم میں ناخدا ہوکر — میری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللہ ﷺ

(نالہ امداد غریب مناجات ص ۱۷)

(۵) علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب حضور اکرم ﷺ سے یوں مدد مانگتے ہیں لفظ یا رسول بھی پکارتے ہیں جبکہ انہیں کی جماعت کے پیشوا مولوی اسماعیل صاحب حاجی صاحب کو ابوجہل کے برابر کافر مشرک قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں

''کافر بھی اپنے بتوں کو خدا کے برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ اسی کا مخلوق اور بندہ سمجھتے تھے، مگر یہی پکارنا، منتیں ماننی، نذرو نیاز کرنی، انکو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنا ہی ان کا کفروشرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے (اس کو پکارے) گو کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا مخلوق و بندہ ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے (تقویۃ الایمان ص ۸)

(۶) ایک خاص علم کی وسعت آپ (حضور) ﷺ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے (شہاب ثاقب ص ۱۱۳ مصنفہ مولوی حسین احمد)

شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت (علم) نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے (براہین قاطعہ ص ۵۱ مصنفہ مولوی خلیل احمد مصدقہ مولوی رشید احمد)

بعض علوم غیبیہ میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم زید وبکر بلکہ ہر صبی و مجنون

بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے (حفظ الایمان ص ۸)

مولوی حسین احمد مدنی، مولوی رشید احمد ومولوی خلیل احمد ومولوی اشرف علی نے بیان کیا کہ حضور اقدس ﷺ کا علم آیت قرآنی سے ثابت نہیں جبکہ شیطان اور ملک الموت کا علم قرآن سے ثابت ہے اس لئے حضور کا علم شیطان وملک الموت کے علم سے کم ہوا اور حضور کا علم مجنون و پاگل کے علم کے برابر ہے اور یہی مولوی خلیل احمد خود کو اپنے دونوں بھائیوں اور مولوی اشرف علی صاحب کو قطعی کافر قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہیں ”جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید وبکر وبہائم ومجانین کے علم کے برابر سمجھے وہ قطعا کافر ہے (المہند ص ۳۶ مصنفہ مولوی خلیل احمد)

(۷) اول طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک، بتوسط ایں بزرگاں نماید و بنیاز تمام وزاری بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دوضربی شروع نماید (صراط مستقیم ص ۱۲۲) یعنی پہلے طالب کو چاہیئے کہ با وضو دو زانو نماز کے طریقے پر بیٹھے اور سلسلہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلے سے التجاء کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع وزاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کرکے دوضربی ذکر شروع کرے

کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے رب　　　ہادئی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(تعلیم الدین ص ۱۳۴ از اشرف علی تھانوی، سلاسل طیبہ ص ۱۲۲ از حسین احمد مدنی، مولوی اسماعیل دہلوی)

(۸) مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی حسین احمد مدنی صاحبان نے اوپر مذکورہ کتابوں میں بیان کیا کہ بزرگانِ دین حضرت مولیٰ علی اور خواجہ صاحب وغیرہ سے مدد

مانگنا اور انہیں مشکل کشا اور ان کی فاتحہ و نذر و نیاز کرنا جائز ہے جبکہ خود یہی مولوی اسماعیل دہلوی اپنی دوسری کتاب تقویۃ الایمان میں اپنے آپ کو کافر اور ابو جہل جیسا مشرک بتاتے ہیں اور انہیں کی جماعت کے ایک دوسرے مولوی غلام خان بھی یہی فتوی دیتے ہیں دونوں عبارتیں ملاحظہ ہوں

یہی پکارنا، منتیں ماننی، نذر و نیاز کرنی، ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا ہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے (اس کو پکارے) گو کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا مخلوق و بندہ ہی سمجھے، سوا بو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے (تقویۃ الایمان ص ۸)

کوئی کسی کے لئے حاجت روا اور مشکل کشا و دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے (جواہر القرآن ص ۱۴۷ ملخصا از مولوی غلام خان)

یہ ہم نے چند مثالیں بیان کی ہیں اس کے سوا اس قسم کی بے شمار باتیں ہیں ہم جمع کریں تو اس کے لئے صفحات کے صفحات ناکافی ہوں گے۔

مجھے اس نازک اور پر فتن دور کی عوام پر بہت حیرت و تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی شان میں ایسے نازیبا الفاظ بکنے والوں کے متعلق کہتے ہیں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں اور اگر یہی نازیبا الفاظ ان کی ماں باپ کی شان میں کوئی استعمال کرے تو آپے سے باہر ہونے لگتے ہیں ارے اگر سنی علماء تمام فرق باطلہ کے کفریہ کلمات ان کی کتابوں سے دیکھاتے ہیں جو کہ خود انہیں کی شائع کردہ ہیں اگر اب کے نسخوں میں لوگوں کی بد دیانتی ہے تو پرانے نسخوں میں ابھی بھی یہ باتیں موجود ہیں بلکہ ان عبارات پر اعتراضات ہونے اور ان عبارتوں پر حرمین طیبین اور یمن اور شام و عراق اور پاک و ہند

اور دیگر بہت سے ممالک کے جید ترین علمائے کرام نے کفر کا فتوی صادر فرمایا اس سے تمام امت مسلمہ کو خبر دار کیا جو آج بھی حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کے نام سے شائع و عام ہے اسی کفر کو اٹھانے کے لئے اب دیوبندیوں نے یہ چال چلی اور دھوکہ وفریب دیا کہ ان کفریہ عبارتوں میں کاٹ چھانٹ کر کے چھاپ رہے ہیں جس کی روشن مثال تقویۃ الایمان کی عبارتیں ہیں کہ اس وقت چند مطابع سے شائع شدہ دستاب ہیں ہر ایک میں آپ کو کفریہ عبارت میں مختلف طریقوں سے تبدیلی ملے گی جو کھلی ہوئی بد یانتی اور اپنے اکابر سے کفر اٹھانے کی ناکام کوشش ہے ارے جو کفر بکے اور جو اس سے راضی ہو وہی اس سے تائب ہو کر اس بکواس سے رجوع کرے اور اس سے بیزاری ظاہر کرے جبھی ان سے یہ کفر اٹھ سکتا ہے ان کے ہمعصر علمائے حقہ نے بارہا اس پر گرفت کی انہیں توبہ کی تلقین کی مگر ابلیس کی انانیت و نفس کے شکار رہے اس سے توبہ نہ کی یہ تو ایسا ہی ہو گیا کہ کرے کوئی بھرے کوئی۔

الحمد للہ اس رسالہ ”بہار ایصال ثواب“ میں ایصالِ ثواب کے جواز و ثبوت پر آسان وانوکھے انداز میں قرآن کریم کی آیات واحادیث نبویہ اور کتبِ عقائد وفقہ سے بے شمار دلائل قاہرہ و باہرہ پیش کئے گئے ہیں حتیٰ کہ خود ایصالِ ثواب کو ناجائز وحرام اور بدعت وشرک قرار دینے والے بلکہ اسے ابوجہل کے برابر بتانے والے معاندین کی کتابوں سے بھی کئی دلائل بیان کئے گئے ہیں جس سے ہر اردو داں طبقہ بخوبی فائدہ اٹھا سکتا ہے ہدایت پانے والوں کے لئے اتنی دلیلیں کافی ہیں اور گمراہوں اور منکرین کے لئے دلائل کے انبار بھی ناکافی اور ختم اللہ علی قلوبھم الآیۃ کے مصداق ہیں مولا تعالیٰ اس رسالہ کے ذریعہ لوگوں کو نفع پہنچائے اور اسے ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین بجاہ سید الانبیاء و المرسلین۔

عطاء المصطفی اعظمی

خادم امجدی دارالافتاء دارالعلوم صادق الاسلام لیاقت آباد کراچی

باسمہٖ تعالٰی

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡمِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

اہلسنت و جماعت کے نزدیک ہر مسلمان بھائی بہن کو ایصال ثواب کرنا مطلقاً جائز ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ فتاوی شامی میں ہے **و فی البحر من صام او صلی او تصدق و جعل ثوابه لغیره من الاموات و الاحیاء جاز و یصل ثوابها الیهم عند اهل السنة و الجماعة کذا فی البدائع** (ردالمحتار کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الجنازۃ مطلب فی القرأۃ للمیت و اهداء ثوبها له ج۳ ص ۱۵۲ مکتبه امدادیه) جس نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب مردوں یا زندوں میں سے دوسرے کے لئے کردیا تو یہ جائز ہے اور اس کا ثواب اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کو پہنچتا ہے۔ اور ایصالِ ثواب کی تمام اقسام سوئم (تیجہ)، دسواں، بیسواں، چالیسواں اور برسی سب بلا شک وشبہ جائز بلکہ مستحب و مستحسن فعل ہیں۔ ایصالِ ثواب ہر عمل خیر خواہ فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح و مجاز شرعی بدنی، یا مالی یا دونوں کے مجموعہ کا کسی کے نفع اخروی کی نیت سے کرنا یا بغیر نیت کسی دوسرے کے خود اپنے لئے کرے اسی وقت یا کچھ دنوں بعد زبان سے یا صرف دل ہی دل سے اللہ تبارک وتعالٰی سے دعا کرنا ہے کہ اس کا ثواب فلاں شخص یا اشخاص مردہ یا زندہ کو پہنچے۔ قرآن کریم میں مردوں کے لئے ایصال ثواب کے متعدد طریقے بیان کئے گئے ہیں ان میں سے جس طریقہ کو انجام دیا جائے گا مردے کو اس کا ثواب ضرور ملے گا اور اگر کوئی شخص سب طریقے بجالائے تو اور بہتر ہے۔

قرآن مجید میں ایصال ثواب کے چار طریقے: (۱) دعائے مغفرت (۲) دعائے رحمت (۳) نماز جنازہ (۴) مسلمان میت کی قبر پر جاکر زیارت کرنا۔ ترتیب وار ذیل میں ملاحظہ

کریں۔

آیاتِ قرآنیہ سے فاتحہ کا ثبوت: قرآن کریم سے ایصال ثواب ثابت ہے قرآن کریم میں ہے: (۱) **و الذین جآؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم** (پ۲۸ سورہ حشر آیت ۱۰)

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخشدے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رب ہمارے! بیشک تو ہی بہت مہربان رحم والا ہے۔

فرشتے بھی اہل ایمان کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں اور (فرشتے) مسلمانوں کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں ہے: **و یستغفرون للذین اٰمنوا** (پ۲۴ سورۃ المؤمن آیت ۷)

اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔

اور تمہارا رب فرماتا ہے: **و استغفر لذنبک و للمؤمنین و المؤمنت** (پ۲۶ سورۃ محمد آیت ۱۹)

اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنے فوت شدہ بھائیوں کے لئے ایصال ثواب کرنے کا طریقہ اور اسے اپنا معمول بنانے کی تعلیم فرمائی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ زندوں کی دعا اور ان کے عمل سے مردوں کو فائدہ و نفع پہنچتا ہے۔

ایصال ثواب انبیاء وفرشتوں کی سنت ہے: ایصال ثواب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا بھی معمول رہا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کیا:

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب (پ ۱۳ سورہ ابراھیم آیت ۴۱)

اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

اور رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: **رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمناً وللمؤمنین وللمؤمنات** (پ ۲۹ سورہ نوح آیت ۲۸)

(حضرت نوح نے کہا) اے میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخشدے اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔

اور تمہارا رب فرماتا ہے: (۲) **وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا** (پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۴) اور کہو کہ اے میرے رب! تو ان دونوں (میرے ماں باپ) پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

(۳) **وصل علیهم ان صلاتک سکن لهم** (پ ۱۱ سورۃ التوبۃ آیت ۱۰۳) اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

(۴) **ولا تصل علی احد منهم مات ابداً ولا تقم علی قبره** (پ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۸۴)

اور منافقین میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ مسلمانوں کی قبروں پر حاضر ہونا مستحسن ہے۔

یہ آٹھ آیات ایصال ثواب کے ثبوت میں بیان ہوئیں اس کے علاوہ بہت سی آیات مقدسہ مثلاً سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۸۰، ۱۱۳، ۱۱۴ سے بھی ایصال ثواب واستغفار کا ثبوت ملتا ہے۔

کتب تفاسیر سے فاتحہ کا ثبوت: (۱) تفسیر خازن میں ہے **ان الصدقة عن المیت تنفع المیت و یصله ثوابها و هو اجماع العلماء** (تفسیر خازن ص ۱۹۹ ج ۴، شرح الصدور ص ۲۱۴ دار الکتاب العربی)

بیشک میت کو صدقہ نفع دیتا ہے اور میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے اور اس پر تمام علمائے حق کا اجماع ہے۔

(۲) آیت {الذین سبقونا بالایمان} کے ماتحت تفسیر روح البیان میں ہے **قدموا انفسهم فی طلب المغفرة لما فی المشهور من ان العبد لابد ان یکون مغفورا له حتی یستجاب دعاؤه لغیره** (روح البیان ص ۵۱۳ ج ۹ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

یعنی اپنی جانوں کو مغفرت چاہنے میں مقدم کیا اس وجہ سے جو مشہور میں ہے کہ بے شک بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے خود مغفور (بخشا ہوا) ہو تاکہ اس کی دعا (مغفرت) دوسرے کے حق میں مقبول ہو۔

(۳) زیر آیت {و للمؤمنین یوم یقوم} صاوی میں ہے **یثبت ای یوجد و یظهر و هذا دعا للمؤمنین بالمغفرة و الله لایرد دعاء خلیله ابراهیم، ففیه بشارة عظیمة لجمیع المؤمنین بالمغفرة** (صاوی ص ۱۰۲۹ ج ۳ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

یعنی ثابت ہوا کہ یہ دعا مؤمنین کی مغفرت کے واسطے ہے اور اللہ اپنے خلیل حضرت ابراہیم کی دعا رد نہیں کرے گا پس اس (دعا) میں تمام مؤمنین (خواہ زندہ ہوں یا مردہ) کی مغفرت کی عظیم الشان بشارت ہے۔

(۴) آیت {و یستغفرون للذین اٰمنوا} کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے **و فی التاویلات النجمیة یشیر الی ان الملائکة کما امروا بالتسبیح و التحمید و**

التمجید للہ تعالٰی، فکذلک امروا بالاستغفار و الدعاء لمذنبی المؤمنین، لان الاستغفار للمذنب و یجتھدون فی الدعاء لھم فیدعون لھم بالنجاۃ ثم برفع الدرجات (روح البیان ص ۲۱۵ ج۸ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

یعنی تاویلات نجمیہ میں ہے اس آیت سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ فرشتوں کو جیسے اللہ تعالٰی کی تسبیح وتحمید اور تمجید کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح ان کو گناہ گار مؤمنوں کے لئے دعا و مغفرت طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے کہ گناہ گار کے لئے استغفار ہے اور فرشتے ان کے واسطے دعا میں مبالغہ کرتے ہیں اور ان کے واسطے نجات کی دعا کرتے ہیں پھر بلندیٔ درجات کی دعا کرتے ہیں۔

(۵) آیت (رب اغفرلی) کے تحت تفسیر جلالین میں ہے **رب اغفرلی و لوالدی و کانا مؤمنین و لمن دخل بیتی منزلی او مسجدی مؤمنا و للمؤمنین و المؤمنات الی یوم القیامۃ** (جلالین ص ۴۷۵ قدیمی کتب خانہ)

(حضرت نوح نے کہا) اے میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخشدے اور وہ دونوں ایمان والے تھے اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر یا میری مسجد میں ہیں اور قیامت تک کے سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو بخشدے۔

(۶) تفسیر روح البیان میں پ ۷ سورۂ انعام آیت نمبر ۹۱ کے تحت ہے **و عن حمید الاعرج قال من قرأ القرآن و ختمہ، ثم دعا أمن علی دعائہ اربعۃ آلاف ملک، ثم لایزالون یدعون لہ و یستغفرون و یصلون علیہ الی المساء او الی الصباح** (روح البیان ج۳ ص ۸۶ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

حضرت حمید اعرج سے روایت ہے فرماتے ہیں جو شخص قرآن تلاوت کرے اور اسے ختم

کرے پھر دعا مانگے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں پھر اس کے لئے مسلسل دعا کرتے رہتے ہیں اور مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں شام تک یا صبح تک۔

(۷) تفسیر روح البیان میں پ ۲۸ سورۂ حشر آیت نمبر ۱۰ کے تحت ہے **و فی الآیۃ دلیل علی ان الترحم و الاستغفار واجب علی المؤمنین الآخرین للسابقین منھم لاسیما لآبآئھم و معلمیھم امور الدین** (روح البیان ج ۹ ص ۵۱۳۔ ۵۱۴ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

آیت کریمہ ربنا اغفر لنا میں اس امر پر دلیل ہے کہ گذشتہ مسلمانوں کے لئے رحمت کی دعا کرنا اور مغفرت طلب کرنا پچھلے مسلمانوں پر واجب ہے خصوصاً اپنے آباء و اجداد اور دینی علوم کے اساتذۂ کرام کے لئے۔

(۸) قنوی حاشیہ تفسیر بیضاوی میں پ ۲۸ سورۂ حشر آیت نمبر ۱۰ کے تحت ہے **قولہ یقولون الآیۃ و فیہ ترغیب للخلف للدعاء للسلف لاسیما لعلماء الاقدمین فانھم آباء تعلیم الدین و ان الدعاء بالمغرۃ اھم** (قنوی حاشیہ تفسیر بیضاوی ج۷ ص ۱۵۶ مصری)

اس آیت کریمہ میں خلف کو رغبت دینا ہے سلف کے لئے دعا کرنے کی خصوصا اگلے علماء کے لئے کہ وہ دینی تعلیم کے باپ ہیں اور بے شک مغفرت کی دعا کرنا سب سے اھم ہے۔

(۹) تفسیر روح المعانی میں پ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۴ کے تحت ہے **و الظاھر ان الامر للوجوب فیجب علی الولد ان یدعو لوالدیہ بالرحمۃ** (روح المعانی ج ۳ ص ۵۰۸ مصری)

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوا کہ اولاد پر والدین کے لئے رحمت کی دعا کرنا واجب ہے اس لئے کہ امر وجوب کے لئے آتا ہے۔

(۱۰) جمل مصری حاشیہ تفسیر جلالین پ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۴ کے تحت ہے **قوله و قل رب ارحمها ای ادع لهما و لو خمس مرات فی الیوم و اللیلة کذا فی الصاوی** (جمل مصری حاشیہ تفسیر جلالین ج ۲ ص ۶۲۲، صاوی ج ۳ ص ۱۱۲۶ مکتبہ رحمانیہ لاهور) اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ ماں باپ کے لئے رحمت کی دعا کیا کرے اگر زیادہ نہیں تو کم از کم دن رات میں صرف پانچ بار سہی۔

(۱۰) تفسیر روح البیان میں پ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۴ کے تحت ہے **و قل رب ارحمها ای ادع الله ان یرحمهما برحمته الباقیة و لاتکتف برحمتک الفانیة** (تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۱۴۶ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ) اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ اپنی باقی رحمت کے ساتھ ان پر رحم فرمائے اور تم اپنی فانی رحمت پر اکتفا نہ کرو۔

احادیثِ مبارکہ سے فاتحہ کا ثبوت: حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی ایصال ثواب کرتے تھے چنانچہ بخاری وصحاح کی دیگر کتب میں ہے۔

حدیث نمبر ۱: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: **أ ینفعها شیء ان تصدقت به عنها؟ قال نعم قال فانی اشهدک ان حائطی المخراف صدقة علیها** (بخاری کتاب الوصایا باب اذا قال ارضی او بستانی الخ، ترمذی ابواب الزکوٰۃ، سنن نسائی کتاب الوصایا، ابو داؤد کتاب الوصایا)

اگر میں اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ کروں تو کیا ان کو اس کا فائدہ پہنچے گا؟ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں تو حضرت سعد نے کہا آپ کو گواہ بناتا

ہوں کہ میں نے اپنا فلاں باغ اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ کیا۔

حدیث نمبر ۲: عن سعد بن عبادۃ انه قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال الماء قال فحفر بیرا و قال ھذہ لام سعد (ابو داؤد کتاب الزکوٰۃ باب فی فضل سقی الماء ج ۱ ص ۲۳۶، نسائی کتاب الوصایا فضل االصدقة عن المیت ج ۲ ص ۱۳۳، مسند احمد ج۵ ص ۲۸۵)

حضرت سعد سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ! سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا پس کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی کا، پس حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔

حدیث نمبر ۳: صحیح بخاری و مسلم میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں **ان رجلا قال للنبی ﷺ ان امی افتلتت نفسھا و اظنھا لو تکلمت تصدقت فھل لھا اجر ان تصدقت عنھا قال نعم** (بخاری کتاب الوصایا باب ما یستحب لمن یتوفی فجاءۃ ان یتصدقوا عنه و قضاء النذور عن المیت، مسلم کتاب الوصیة باب وصول ثواب الصدقات الی المیت)

ایک شخص نے حضور سے عرض کی میری ماں دفعۃً مرگئی اور میرا گمان ہے کہ وہ اگر کچھ بولتی تو صدقہ کرتی۔ تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے ثواب پہنچے گا؟ ارشاد فرمایا ہاں۔ اس حدیث کے تحت میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لمعات میں فرماتے ہیں **فی الحدیث دلیل علی ان ثواب الصدقة یصل الی المیت و کذا حکم الدعاء ھذا ھو مذھب اھل الحق و اختلفوا فی العبادات البدنیة کالصلوٰۃ و تلاوۃ القرآن و المختار نعم قیاساً علی الدعاء** (لمعات)

اس حدیث میں اس پر دلیل کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اور دعا کا بھی یہی حکم ہے اور

اہل حق کا یہی مذہب ہے اور عبادت بدنیہ مثلاً نماز و تلاوت قرآن میں اختلاف ہے اور مذہب مختار یہ ہے کہ دعا پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ ان کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر ۴: امام بخاری روایت کرتے ہیں **عن ابن عباس ان امرأة جآءت الی النبی ﷺ فقالت ان امی نذرت ان تحج فماتت قبل ان تحج أفاحج عنها قال نعم حجی عنها ارئیت لو کان علی امک دین ا کنت قاضیة قالت نعم قال اقضوا الذی له فان الله احق بالوفاء** (بخاری کتاب الاعتصام باب من شبه اصلا معلوما باصل مبین)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی اور وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہوگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کرو، یہ بتاؤ کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا پھر اللہ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ وہ ادا کئے جانے کا زیادہ حقدار ہے۔

حدیث نمبر ۵: **و عن انس ان سعدا اتی النبی ﷺ فقال یا رسول الله ان امی توفیت و لم توص أفینفعها ان اتصدق علیها؟ قال نعم و علیک بالماء رواه الطبرانی فی الاوسط و رجاله رجال صحیح** (مجمع الزوائد ج۳ ص ۱۳۸ دار الکتاب العربی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئیں اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں اور تم پانی کا صدقہ کرو اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۶: **عن ابی هریرة ان رجلا قال للنبی ﷺ ان ابی مات و لم یوص أفینفعهٗ**

ان اتصدق عنه قال نعم (مسلم باب الوصیۃ ج ۲ ص ۴۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرے والد کا انتقال ہوگیا اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی اگر میں ان کی طرف سے صدقہ (ایصال ثواب) کروں تو کیا ان کو اس کا فائدہ پہنچے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔

حدیث نمبر ۷: امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں ذکر کیا ہے **عن انس انه سأل رسول اللّٰہ ﷺ فقال یا رسول اللہ انا نتصدق عن موتانا و نحج عنهم و ندعو لهم فهل یصل ذلک الیهم؟ قال نعم انه لیصل الیهم و انهم لیفرحون به کما یفرح احدکم بالطبق اذا اهدی الیه** (فتح القدیر باب الحج عن الغیر ج ۳ ص ۱۳۳ عثمانیہ کوئٹہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ اور حج کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ پہنچتا ہے؟ ارشاد فرمایا بے شک وہ ان کو پہنچتا ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کسی کے پاس طبق ہدیہ کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۸: **قال رجل للنبی ﷺ ان امی افتلتت فهل لها اجر ان تصدقت علیها؟ قال نعم ۱۵** (بخاری کتاب الجنائز باب موت الفجاءۃ، مسلم باب الوصیۃ، نسائی باب الوصیۃ)

ایک صحابی نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ اچانک فوت ہوگئیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اس کا ثواب و نفع پہنچے گا؟ حضور نے ارشاد فرمایا ہاں۔

حدیث نمبر ۹: **ان رجلاً جاء قال یا رسول اللہ انهٗ کان لی ابوان ابر هما فی حال**

حیاتھما فکیف لی ببرھما بعد موتھما فقال ﷺ ان من البر ان یصلی لھما مع صلاتک و ان تصوم لھما مع صیامک (دار قطنی کتاب الجنائز، شرح الصدور ص ۲۱۷ دار الکتاب العربی)

ایک صحابی سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرے والدین جبتک زندہ تھے تو میں ان کے ساتھ نیکی کرتا تھا اب جبکہ وہ انتقال کر چکے ہیں تو کیا اب ان کے ساتھ نیکی کرنے کی کوئی صورت ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا نیکی میں سے یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے (ایصال ثواب کے) لئے نماز پڑھو اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے (ثواب کے) لئے روزہ رکھو۔

حدیث نمبر ۱۰: طبرانی وغیرہ میں ہے **یا صاحب القبر العمیق ھذہٖ ھدیۃ اھداھا الیک اھلک فاقبلھا فیدخل علیہ فیفرح بھا و یستبشر و یحزن جیرانہ الذین لا یھدیٰ الیھم بشیء** (احیاء العلوم و طبرانی بحوالہ شرح الصدور ص ۲۱۶ دار الکتاب العربی)

اے گہری قبر والے! یہ ہدیہ وتحفہ تیرے گھر والوں نے تمہارے لئے بھیجا ہے تو اس کو قبول کر تو وہ قبر والا اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسروں کو) خوشخبری دیتا ہے اور اس کے ہمسایہ جن کی طرف ان کے گھر والوں نے کوئی ہدیہ نہیں بھیجا تو غمگین و افسردہ ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱: مشکوہ شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا **ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہٗ من اب او ام او اخ او صدیق فاذا لحقتہٗ کان احب الیہ من الدنیا و ما فیھا و ان اللّٰہ تعالیٰ لیدخل الٰی اھل القبور من دعاء اھل الارض امثال الجبال و ان ھدیۃ**

الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم (بیھقی فی شعب الایمان باب فی بر الوالدین، مشکوٰۃ ص ۲۰۶ باب الاستغفار و التوبۃ مطبوعہ قدیمی، شرح الصدور ص ۲۱۴ دار الکتاب العربی)

میت کا معاملہ قبر میں ڈوبتے ہوئے مدد طلب کرنے والے شخص کی طرح ہوتا ہے جو انتظار کرتا ہے کہ اس کے لئے اس کے والدین بھائی عزیز و اقارب یا دوست و احباب کی جانب سے دعا پہنچے تو جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ اس میت کے نزدیک دنیا و مافیھا سے بہت اچھا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اہل دنیا کی دعاؤں سے مردوں کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور بیشک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف ان کے لئے مغفرت طلب کرنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲: عن صالح بن درھم یقول انطلقنا حاجین فاذا رجل فقال لنا الی جنبکم قریۃ یقال لھا الاُبُلَّۃ؟ قلنا نعم قال من یضمن لی منکم ان یصلی لی فی مسجد العَشّار رکعتین او اربعا و یقول ھذہ لابی ھریرۃ؟ سمعت خلیلی ابا القاسم ﷺ یقول ان اللہ عز و جل یبعث من مسجد العَشّار یوم القیامۃ شھدآء لایقوم مع شھدآء بدر غیرھم رواہ ابو داؤد و قال ھذا المسجد مما یلی النھر

(مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الملاحم الفصل الثانی ج ۲ ص ۳۵۴ مطبوعہ دار الفکر، سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی ذکر البصرۃ)

حضرت صالح بن درہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حج کے واسطے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ملے اور فرمایا تمہارے شہر بصرہ کے قریب ایک بستی ہے جس کا نام ابلّہ ہے اس میں ایک مسجد عشار ہے لہٰذا تم میں سے کون میرے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ اس مسجد میں میرے لئے دو یا چار رکعتیں پڑھے؟ **و یقول ھذہ لابی ھریرۃ** اور کہے کہ یہ رکعتیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم

ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مسجد عشار سے شہداء کو اٹھائے گا جو شہدائے بدر کے ساتھ ہوں گے۔

انصار کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے کہ قبر پر جا کر قرآن مقدس پڑھتے:

حدیث نمبر ۱۳: اخرج الخلال فی الجامع عن الشعبی قال کانت الانصار اذا مات لهم المیت اختلفوا الیٰ قبره یقرؤن القرآن (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجنائز باب دفن المیت الفصل الثالث تحت رقم الحدیث ۱۷۱۷)

یعنی انصار کے یہاں جب کوئی مرتا تو لوگ اس کی قبر پر جاتے اور قرآن شریف پڑھتے۔

کتب فقہ سے فاتحہ کا ثبوت: (۱) ہدایہ میں ہے الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاۃ او صوما او صدقة او غیرها عند اهل السنة و الجماعة لما روی عن النبی ﷺ انه ضحی بکبشین املحین احدهما عن نفسه و الاٰخر عن امته ممن اقر بوحدنیة اللّٰه تعالٰی و شهد له بالبلاغ (هدایة باب الحج عن الغیر ص ۲۷۶ ج ۱ مطبوعه ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کذا فی بحر الرائق و عالمگیری)

اس باب میں اصل یہ ہے بیشک انسان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے نیک اعمال کا ثواب اپنے غیر کیلئے کر دے خواہ وہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور نیک کام اہل سنت کے نزدیک یہ سب جائز ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے دو چتکبرے مینڈھے کی قربانی کی ان میں سے ایک اپنے لئے اور دوسرا اپنی امت میں سے ان کی طرف سے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرے اور تمام ان باتوں کی گواہی دے جو آپ ﷺ نے پہنچائی۔

(۲) بحر الرائق میں ہے من صام او صلی او تصدق و جعل ثوابه لغیره من الاموات

و الاحیاء جاز و یصل ثوابھا الیھم عند اھل السنۃ و الجماعۃ (بحر الرائق باب الحج عن الغیر ص ۱۰۵ ج ۳ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جس نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب مردوں یا زندوں میں سے دوسرے کے لئے کردیا تو یہ جائز ہے اور اس کا ثواب اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کو پہنچتا ہے۔

(۳،۴،۵) عالمگیری میں ہے الاصل فی ھذا الباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صوما او صدقۃ او غیرھا کالحج و قرأۃ القرآن و الاذکار و زیارۃ قبور الانبیاء علیھم الصلاۃ و السلام و الشھداء و الاولیاء و الصالحین و تکفین الموتی و جمیع انواع البر کذا فی غایۃ السروجی شرح الھدایۃ (عالمگیری باب الرابع عشر فی الحج عن الغیر ص ۲۵۷ ج ۱ مکتبہ رشیدیہ، الحدیقۃ الندیۃ ج ۲ ص ۲۴۷ و طحطاوی علی المراقی ص ۲۷۶۔۲۷۷)

اور اس باب میں اصل یہ ہے کہ بیشک انسان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے نیک اعمال کا ثواب اپنے غیر کے لئے کردے خواہ وہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور نیک کام جیسے حج اور تلاوتِ قرآن واذکار اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء اور اولیاء اور بزرگان دین کے مزارات کی زیارت اور مردے کو کفن دینا اور تمام نیکی کے کام اسی کے مثل غایۃ السروجی شرح ہدایہ میں ہے۔

(۶) و فی شرح اللباب و یقرء من القرأن ماتیسر لہ من الفاتحۃ؟ و اول البقرۃ الی المفلحون و أیۃ الکرسی و أمن الرسول و سورۃ یٓس و تبارک الملک و سورۃ التکاثر و الاخلاص اثنی عشرۃ مرۃ او احدی عشر او سبعا او ثلاثا ثم یقول اللھم

او صل ثواب ما قرء ناہ الی فلاں او الیھم (رد المحتار کتاب الصلاۃ مطلب فی زیارۃ القبور) یعنی شرح لباب میں ہے اور پڑھے جو آسان ہو قرآن سے مثلاً سورۂ فاتحہ، ابتداء سورۂ بقرہ سے مفلحون تک اور آیۃ الکرسی اور امن الرسول، سورۂ یسین، سورۂ ملک، سورۂ تکاثر، سورۂ اخلاص ۱۲ یا ۱۱ یا ۷ یا ۳ بار۔ پھر کہے، اے اللہ! جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں شخص یا ان لوگوں کا پہنچا۔

(۷) اور بعض سورتیں کہ خاص طور پر حدیث شریف میں جن کے پڑھنے کا ثواب مذکور ہے، ان سورتوں کا پڑھنا حضور اقدس ﷺ کی تعمیل ارشاد کے سبب بہت زیادہ باعث اجر و ثواب ہے اور وہ بھی بہت ہیں اس جگہ صرف ایک لکھی جاتی ہے۔ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال من مر علی المقابر فقرء قل ھو اللہ احد احد عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی الاجر لعدد الاموات (شامی کتاب الحج باب الحج عن الغیر) یعنی حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے اس کو ان مردوں کے بدولت ان مردوں کے برابر ثواب ملے۔

کتب عقائد سے فاتحہ کا ثبوت: (۱) شرح عقائد نسفی میں ہے و فی دعاء الاحیاء للاموات و صدقتھم نفع لھم خلافا للمعتزلۃ (شرح عقائد ص ۱۲۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

زندے مردوں کے لئے دعا کریں اور صدقہ کریں تو مُردوں کو نفع پہنچتا ہے معتزلہ اس کے مخالف ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ایصال ثواب کے منکر ہیں وہ معتزلہ کے ہم مذہب ہیں۔

(۲) امام اجل علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مصنف مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں اتفق اهل السنة علی ان الاموات ینتفعون من سعی الاحیاء یعنی اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مردوں کو زندوں کے ایصال ثواب سے فائدہ پہنچتا ہے۔

ایصالِ ثواب کے متعلق مالک بن دینار کا نظریہ:

و عن مالک بن دینار قال دخلت المقبرة لیلة الجمعة فاذا انا بنور مشرق فیها فقلت لا اله الا اللّٰہ نری ان اللّٰہ عز و جل قد غفر لاهل المقابر فاذا انا بهاتف یهتف من البعد و هو یقول یا مالک بن دینار هذه هدیة المؤمنین الی اخوانهم من اهل المقابر قلت بالذی انطقک الا خبرتنی ما هو قال رجل من المؤمنین قام هذه اللیلة فاسبغ الوضوء و صلی رکعتین و قرء فیهما فاتحة الکتاب۔ و قل یٰایها الکٰفرون۔ و قل هو اللّٰہ احد۔ قال اللهم انی قد وهبت ثوابها لاهل المقابر من المؤمنین فادخل الله علینا الضیاء و النور و الفسحة و السرور فی المشرق و المغرب قال مالک فلم ازل اقرءها فی کل جمعة فراءیت النبی ﷺ فی منافی یقول لی یا مالک قد غفر الله لک بعدد النور الذی اهدیتهٗ الی امتی و لک ثواب ذلک ثم قال لی و بنی الله لک بیتا فی الجنة فی قصر یقال له المنیف قلت و ما المنیف، قال المظل علی اهل الجنة (ابن النجار فی تاریخه)

یعنی ابن النجار اپنی تاریخ میں مالک بن دینار سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں شب جمعہ کو قبرستان میں گیا تو دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک نور تاباں ہے۔ میں نے کہا لا الہ الا اللہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس قبرستان والوں کی مغفرت فرمادی اتنے میں سنا کہ دور سے ایک ہاتف غیبی کہتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا ہدیہ ہے جو اپنے بھائی اس قبرستان والوں کے پاس

بھیجا میں نے کہا قسم اس ذات کی جس نے تجھ کو گویائی بخشی! مجھے خبر دے کہ واقعہ کیا ہے؟ اس نے کہا ایک مسلمان شخص اس شب میں کھڑا ہوا اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور ان دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل یا یہا الکفرون اور قل ہو اللہ احد پڑھا اور کہا کہ خداوندا! میں نے اس کا ثواب قبرستان والے مردوں اور عورتوں کو بخشا تو اللہ تعالیٰ نے ہم پر روشنی اور نور، کشادگی اور سرور، مشرق و مغرب میں داخل کیا۔ مالک کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں ہر جمعہ کو اسے پڑھنے لگا، پس میں نے حضور پر نور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ اے مالک! اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا بقدر تعداد اس نور کے جو تو نے میری امت کی طرف ہدیہ کیا، اور تیرے لیے اس کا ثواب ہے، پھر مجھ سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے قصر منیف میں گھر بنوایا ہے میں نے پوچھا کہ قصر منیف کیا ہے؟ فرمایا جنتیوں پر سایہ کرنے۔

ایصالِ ثواب کے متعلق معتزلہ کا نظریہ اور ان کی دلیل و اس کا جواب: معتزلہ اگرچہ اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں جیسے اس زمانہ میں دیابنہ اپنے کو حنفی کہتے ہیں۔ معتزلہ مطلقاً ایصالِ ثواب کو ناجائز کہتے ہیں خواہ عبادات مالیہ ہو یا بدنیہ کسی چیز کے ایصالِ ثواب کے قائل نہیں اور قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں **ان لیس للانسان الا ما سعی** (سورہ نجم پ ۲۷ آیت ۳۹)

انسان کو صرف اسی کی کوشش کا اجر ملتا ہے۔ یعنی ایک انسان کے عمل کا اجر دوسرے انسان کو نہیں ملتا۔ علامہ سید طحطاوی لکھتے ہیں اس آیت کے آٹھ جواب ہیں: ایک یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیت کا حکم قرآن مجید کی دوسری اس آیت سے منسوخ

ہے و **الذین اٰمنوا و اتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم** (پ۲۷ سورۃ الطور آیت ۲۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں باپ کی نیکیوں کے سبب اولاد جنت میں جائے گی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عکرمہ نے فرمایا کہ اس آیت سے پہلے صحف ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کا ذکر ہے اس لیے یہ حکم ان کی امتوں کے ساتھ مخصوص ہے رہی یہ امت تو اس کو اپنی سعی کا اجر بھی ملے گا اور جو اس کے لئے سعی کریں گے اس کا اجر بھی انہیں ملے گا تیسرا جواب یہ ہے علامہ ربیع بن انس اور علامہ ثعلبی نے فرمایا اس آیت میں انسان سے مراد کافر ہیں اور کافروں کو صرف ان کی سعی کا اجر ملتا ہے اور وہ بھی صرف دنیا میں آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ حسین بن فضل نے کہا اس آیت میں دوسروں کی سعی سے جس اجر کی نفی ہے وہ بطریق عدل ہے اور جس اجر کا ثواب ہے وہ فضل کا تقاضا ہے پانچواں جواب یہ ہے کہ علامہ ابوبکر وراق نے کہا اس آیت میں سعی نیت کے معنی میں ہے یعنی انسان کو صرف اپنی نیت کا اجر ملتا ہے۔ چھٹا جواب یہ ہے کہ آیت میں لام بمعنی علٰی ہے یعنی انسان کو صرف اس کے عمل سے گناہ ہوتا ہے دوسروں کے عمل کا بار اس پر نہیں۔ ساتواں جواب یہ ہے کہ علامہ زعفرانی نے کہا اس آیت میں سعی سے مراد عام ہے انسان نے بنفسہٖ سعی کی ہو یا سعی کا سبب فراہم کیا ہو مثلاً جس انسان کی اولاد، دوست احباب اور ملنے جلنے والے اس کے لئے دعا کرتے اور استغفار کرتے ہیں تو یہ بھی اس کی سعی کا سبب ہے کیونکہ وہ اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرتا ہے اور قرابت داروں اور ملنے جلنے والوں سے ایسا حسن سلوک کرتا ہے جس کی

بناء پروہ اس کے لئے دعااوراستغفار کرتے ہیں گویا کہ اس دعااوراستغفار کا سبب اس شخص کی سعی سے ہوا ہے، آٹھواں جواب یہ کہ علامہ عینی نے فرمایا یہ حصر اصل مقصود کے اعتبار سے ہے کل کے اعتبار سے نہیں ہے (حاشیۃ مراقی الفلاح ص ۳۷۷ مطبوعہ مصطفی البابی مصر الطبعۃ الثالثہ ۱۳۵۶ھ)

ابن قیم کتاب الروح میں کہتے ہیں کہ قرآن پاک نے یہ بیان نہیں کیا کہ ایک انسان دوسرے کے عمل سے فائدہ حاصل نہیں کرسکتا، قرآن کریم نے یہ بیان کیا ہے کہ انسان صرف اپنی کوشش کا مالک ہے، رہی دوسرے کی کوشش تو وہ اس کی ملکیت ہے، وہ اگر چاہے تو اسے دوسرے کو دے دے اور اگر چاہے تو اپنے لئے باقی رکھے، اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ انسان صرف اپنی کوشش سے ہی نفع حاصل کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا کہ اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے، یہ نہیں فرمایا کہ اس کا نفع حاصل کرنا منقطع ہوجاتا ہے، سرکار دوعالم ﷺ نے اس کے عمل کے منقطع ہونے کی خبر دی ہے، رہا دوسرے کا عمل تو وہ عمل کرنے والے کی ملکیت ہے اگر وہ کسی مسلمان کو بخش دے تو اس مسلمان کو اس کے اپنے عمل کا ثواب نہیں بلکہ عمل کرنے والے کے عمل کا ثواب ملے گا پس منقطع ایک شے (میت کا عمل) ہے اور جس کا ثواب اسے پہنچ رہا ہے وہ دوسری شے (عمل کرنے والے کا عمل) ہے

(کتاب الروح ص ۲۲۳۔۲۲۲ المسئلہ السادسۃ عشرۃ انتفاع الموتی بسعی من الاحیاء)

تقی الدین ابوالعباس احمد ابن تیمیہ حنبلی حرانی لکھتے ہیں: سنت صحیحہ کی تصریح کے مطابق میت کے لئے جو نیک اعمال کئے جاتے ہیں ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور میت کو اس سے نفع ہوتا ہے اور ائمہ کا اتفاق ہے کہ میت کو غلام آزاد کرنے اور حج کا ثواب پہنچتا ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے جو شخص فوت ہوگیا اور اس کے روزے چھوٹے ہوئے ہوں تو

اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے (روزوں کا فدیہ دے) اسی طرح حدیث صحیح میں نذر کے روزوں کے بارے میں ہے۔ اور یہ مسئلہ **ان لیس للانسان الا ما سعی** (سورہ نجم پ ۲۷ آیت ۳۹) کے معارض نہیں ہے اور اس کی دو وجہیں ہیں۔

وجہ اول: نصوص صریحہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ مومن کو ان اعمال کا اجر بھی ملتا ہے جو اس کی سعی سے حاصل نہیں ہوتے جیسے مسلمانوں کے لئے فرشتوں کی دعا اور استغفار، قرآن مجید میں ہے **الذین یحملون العرش و من حولہٗ یسبحون بحمد ربھم و یؤمنون بہ و یستغفرون للذین اٰمنوا** (سورہ مؤمن پ ۲۴ آیت ۷) حاملین عرش اور اس کے گرد و نواح کے فرشتے اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مؤمنین کے لئے استغفار کرتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے انبیاء کرام کی دعاؤں اور استغفار کا قرآن مجید میں ذکر ہے **و صل علیھم ان صلوتک سکن لھم** (سورہ توبہ پ ۱۱ آیت ۱۰۳) آپ ان کے لئے استغفار کیجئے آپ کی دعا اور استغفار ان کے لئے طمانیت کا موجب ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا میت کے لئے نماز جنازہ میں دعا کرنا اور زائرینِ قبر کا قبر والوں کے لئے دعا کرنا۔

وجہ ثانی: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ انسان صرف اپنی کوشش سے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور یہ برحق ہے لیکن یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسرے ذرائع اور اسباب سے اس تک نفع پہنچادے کیونکہ حدیثِ صحیح میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جب بھی وہ دعا کرتا ہے فرشتہ آمین کہتا ہے اسی طرح حدیث صحیح میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز جنازہ پڑھتا ہے اس کو ایک قیراط اجر ملتا ہے اور جو دفن ہونے تک جنازے کے ساتھ رہتا ہے اس کو دو قیراط

اجر ملتا ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ میت کی دعا سے نمازِ جنازہ پڑھنے والے پر رحمت فرماتا ہے اور کبھی اس زندہ کی دعا سے میت پر رحم فرماتا ہے (مجموعہ الفتاویٰ ج۷ ص ۵۰۰۔۵۸۴ مطبوعہ بامر الفہد بن عبد العزیز السعودی الطبعۃ الاولی)

منکرین فاتحہ اور غیر مقلدوں، دیوبندیوں کا پہلا رخ:

(۱) سردار اہلحدیث حافظ عبداللہ روپڑی کا فتویٰ: اگر واقع بالکل سچ ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ لڑکا بھی گیارہویں دیتا اور کھاتا ہے تو وہ مشرک، اور مشرک کے ساتھ نکاح فسخ ہوجاتا ہے (اخبار تنظیم اہلحدیث روپڑ ص ۵، ۱۵/فروری ۱۹۳۵ء)

(۲) مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ: گیارہویں حرام ہے (قرآن پڑھا ہوا یا صدقہ) ایسے عقائد فاسد موجب کفر ہیں (فتاویٰ رشیدیہ ج۱ ص ۹۵)

(۳) بزرگانِ دین کی فاتحہ کا تبرک کھانے سے دل مردہ ہوجاتا ہے (تقویۃ الایمان)

(۴) بزرگان دین اور اموات مسلمین کے لئے ایصالِ ثواب اور عرس و فاتحہ حرام ہے۔

(۵) مجلسِ ذکر شہادتِ حسین اور غوث پاک کی فاتحہ گیارہویں اور غریب نواز کی فاتحہ چھٹی حرام ہے۔

(٦) تیجہ، دسواں، چالیسواں اور شبِ برأت کا حلوہ ناجائز ہے۔

(۷) رجب کے مہینے میں امام جعفر صادق کی فاتحہ بھی حرام ہے۔

(۸) بھائی! یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو (اشرف السوانح ج۔ص ۴۸ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

(۹) نذر و نیاز کرے۔۔۔سو وہ مشرک ہوجاتا ہے (تقویۃ الایمان مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور

ص ۲۳)

دیوبندی وغیر مقلد (اہلحدیث) کا دوسرا رخ اوران کے اکابر کے فتووں سے فاتحہ کا ثبوت:

(۱) مولوی اسمعیل قتیل دہلوی جوغیر مقلدوں اور دیوبندیوں دونوں کے امام ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ پس ہر عبادتے کہ از مسلمان ادا شود و ثواب آں بروح کسے از گزشتگان برساند و طریق رسانیدن آن دعاء خیر بجناب الٰہی ست پس ایں خود البتہ بهتر و مستحسن است و در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومه فاتحها و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبه نیست (صراط مستقیم ص ۵۵) یعنی ہر وہ عبادت جو مسلمان ادا کرے اس کا ثواب کسی گزرے ہوئے کی روح کو پہنچائے اور پہنچانے کا طریقہ یہ ہے کہ خدا کی بارگاہ میں دعا کرے تو یہ چیز بہت بہتر اور اچھی ہے اوران رسموں کے جواز میں فاتحہ عرس اور مردوں کی نذر و نیاز کی خوبی میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

(۲) اسی میں لکھتے ہیں نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحه خوانی خوب نیست چه ایں معنی بهتر و افضل است (صراط مستقیم ص ۶۴) یعنی کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ مردوں کو طعام (کھانا) اور فاتحہ خوانی کے ذریعہ نفع پہنچانا اچھا نہیں کیونکہ یہ عمل بہتر وافضل ہے۔

(۳) اسی میں مزید لکھتے ہیں اگر شخصے بزے را در خانه پرورکند تا گوشتِ او خوب شود او را ذبحه کرده و پخته فاتحه حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بخوانده بخوراند خللے نیست (صراط مستقیم) یعنی اگر کوئی آدمی ایک بکرا گھر میں پالے یہانتک کہ وہ خوب فربہ اور موٹا ہوجائے پھر اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت پکا کر

اس پر حضرت غوث الاعظم کی فاتحہ پڑھ کر لوگوں کو کھلا دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴) نواب صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ لکھتے ہیں زندہ انسان، نماز، روزہ، تلاوت قرآن، حج اور دیگر عبادات کا جو ثواب میت کو ہدیہ کرتا ہے وہ میت کو پہنچتا ہے اور زندہ انسان کا اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے یہ عمل نیکی، احسان اور صلۂ رحمی کے قبیل سے ہے اور تمام مخلوقات میں جس کو نیکی اور احسان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ میت ہے جو تحت الثریٰ میں رہیں ہے اور اب نیک اعمال کرنے سے عاجز ہے پھر اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے عبادات کا ہدیہ پیش کرنا ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے سو جو شخص میت کے لئے ایک دن کے روزے یا قرآن مجید کے ایک پارے کی تلاوت کا ہدیہ پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دس روزوں اور دس پاروں کا اجر عطا فرمائے گا اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی عبادات کو دوسروں کے لئے ہدیۃً پیش کرنا اس سے بہتر ہے کہ انسان ان عبادات کا اپنے لئے ذخیرہ کرے، یہی وجہ ہے کہ جس صحابی نے کہا تھا کہ میں اپنی دعا کا تمام وقت آپ پر صلوٰۃ پڑھنے میں صرف کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے لئے کافی ہے! یہ وہ صحابی ہیں جو بعد کے تمام لوگوں سے افضل ہیں پھر اس قول کا کیا جواز ہے کہ سلف صالحین نے فوت شدہ لوگوں کے لئے ایصال ثواب نہیں کیا! کیونکہ اس قسم کے ایصالِ ثواب کے لئے لوگوں کی شہادت کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ سلف صالحین نے ایصالِ ثواب نہیں کیا تھا تو اس سے ایصالِ ثواب میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ مستحب ہے، واجب نہیں ہے اور ہمارے لئے ایصالِ ثواب کے جواز کی دلیل موجود ہے خواہ ہم سے پہلے کسی نے ایصالِ ثواب کیا ہو یا نہ! (السراج الوھاج ج ۲ ص ۵۵ مطبع صدیقی بھوپالی طبع اول ۱۳۰۲ھ)

(۵) مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں تو حضرت جنید نے ایک لاکھ پانچ ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کی کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں سو آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہو گئی (تحذیر الناس ص ۴۴، ۴۵ دار الاشاعت)

اور حیات اعلیٰ حضرت میں ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری امام اہلسنت کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں: حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے دفعۃً رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہوا اور فرشتے اسے لیے جاتے ہیں۔ اس شہر میں یہ لڑکا کشف و کرامت میں مشہور تھا۔ شیخ اکبر محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا، آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصالِ ثواب کر دیا۔ فوراً وہ لڑکا ہنسا۔ آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا۔ لڑکے نے جواب دیا کہ حضور! میں نے ابھی دیکھا کہ میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لیے جا رہے ہیں۔ شیخ ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیث کی تصحیح مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی، اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے (حیات اعلیٰ حضرت ج ۲ ص ۳۸۵/۳۸۶ مرکز اھلسنت

برکات رضا، شفاء ج ۲ ص ۳۹۹، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلاۃ باب ما علی المأموم من المتابعۃ و حکم المسبوق الفصل الثانی)

حدیث صحاح ہے: **من قال لا الٰہ الا اللہ مائۃ الف مرۃ و جعل الثواب للمیت غفر اللہ لذالک للمیت و ان کان موجبا للعقوبۃ** یعنی جو شخص لا الٰہ الا اللہ ایک لاکھ بار پڑھے اور اس کا ثواب مردے کو بخشے تو اللہ تعالیٰ اس مردے کو بخش دے اگرچہ سزا کا مستحق ہو۔

(۶) مولوی اشرف علی تھانوی کا فتوی: ایصال ثواب کے بارے میں یہ ہے کہ جب تم صدقہ کرو تو اس کا ثواب اپنے والدین کیلئے کردو کیونکہ ان کو اجر ملے گا اور تمھارا اجر کم نہ ہوگا یہ حدیث **فی شرح الصدور تخریج الطبرانی عن ابی عمرو قال رسول اللہ ﷺ اذا تصدق احدکم صدقۃ تطوعا فیجعلها عن ابویہ فیکون لهما اجرها و لا ینقص من اجرہ شیئا** نص ہے اس میں کہ ثواب بخش دینے سے بھی عامل کے پاس پورا ثواب رہتا ہے اور صحیح مسلم کی حدیث **من سن سنۃ حسنۃ الحدیث** سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے (امداد الفتاوی ص ۳۹۹ ج ۵)

مولوی اشرف علی تھانوی مزید لکھتے ہیں: ہر شخص کو اختیار ہے کہ عمل کا ثواب مردہ کو یا زندہ کو دے جس طرح مردہ کو ثواب پہنچتا ہے اسی طرح زندہ کو بھی ثواب پہنچتا ہے (التذکیر ح ۳ ص ۵۵)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا زبدۃ النصائح ص ۱۳۲ پر فتوی ہے کہ کسی بزرگ کی فاتحہ اور ایصال ثواب کیلئے جو کھیر پکاتے ہیں لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ جائز ہے اور انتباہ فی سلاسل الاولیاء میں حضرت شاہ ولی اللہ کا دوسرا فتوی یہ ہے کہ اس طرح رجب میں جو بزرگان دین کی فاتحہ ہوتی ہے اس کے وسیلہ سے مراد کا حاصل ہونا متوقع ہے اور ایسا کرنا شرعا جائز

ہے۔

(۷) انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ نے فیض الباری شرح بخاری میں لکھا میت کی طرف سے قرضوں کو ادا کرنا صدقات کرنا اور دیگر تمام عبادات معتبر ہیں (ص ۴۱۳ ج ۳ مطبوعہ مطبع حجازی مصر الطبعۃ الاولی ۱۳۵۷ھ)

(۸) شبیر احمد عثمانی ۱۳۶۹ھ نے فتح الملہم میں متعدد کتب احادیث سے کئی حدیثیں ایصالِ ثواب کے ثبوت میں بیان کر کے لکھا کہ ان احادیث اور آثار کے علاوہ بکثرت احادیث اور آثار ہیں جو حدِ تواتر تک پہنچتے ہیں ان سے ایصالِ ثواب ثابت ہے ان کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی عبادات کا ثواب دوسروں کو پہنچاتا ہے اس سے دوسروں کو نفع ہوتا ہے اور یہ چیز حدِ تواتر سے ثابت ہے (فتح الملہم ص ۳۹ ج ۳ مطبوعہ مکتبۃ الحجاز کراچی)

(۹) مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اخبار اہلحدیث لکھتے ہیں گیارہویں بظاہر ایک بزرگ اسلام کی یادگار کا ایک جلسہ ہے اگر اسے مذہب کا جامہ نہ پہنایا جاتا بلکہ دنیاوی صورت میں بطور یادگار کے سالانہ جلسہ کیا جاتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا (حیات طیبہ ص ۱۲)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ کسی بزرگ کا بطور یادگار جلسہ سالانہ کرنا جائز ہے تو اسی اصول کے ماتحت ماہانہ جلسۂ گیارہویں شریف وعرس ومولود شریف وغیرہ بھی جائز ہوگا۔

تیجہ، دسواں وغیرہ کا ثبوت: مذکورہ بالا دلائل قاہرہ و باہرہ سے ایصالِ ثواب کی تمام اقسام سوئم (تیجہ) دسواں، بیسواں، چالیسواں اور برسی سب بلاشبہ جائز ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دُرِّ ثمین فی مبشرات النبی الامین حدیث نمبر ۲۲ ص ۸ میں فرماتے ہیں میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم نے بیان کیا کہ میں ہر سال حضور ﷺ کے میلاد کے موقع پر کھانا تقسیم کیا

کرتا تھا ایک سال مجھے نیاز دینے کی وسعت نہ رہی تو میں نے بھونے ہوئے چنے ہی تقسیم کر دیئے پھر خواب میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ بعینہٖ وہی چنے سرکار ابد قرار ﷺ کے پاس رکھے ہوئے موجود تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ۲۲؍رجب بتانا غلط ہے: ہم نے دیوبندی وغیر مقلد (اہلحدیث) اکابر کے فتوے بھی بیان کر دیئے ان سے بھی ثابت ہوا کہ ایصال ثواب جائز ہے رجب کے مہینے میں جو ایصال ثواب کونڈے کے نام سے کیا جاتا ہے یہ بھی جائز ہے جس طرح اور مواقع پر فاتحہ نذر و نیاز ہوتا ہے۔ فرقہ معتزلہ اور گمراہ لوگوں کے سوا کسی نے اس کا انکار نہیں کیا فتح القدیر میں ہے **خالف فی کل العبادات المعتزلة** (فتح القدیر باب الحج عن الغیر ص ۱۳۱ ج ۳ مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ) دیوبندی مولویوں کا یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۲؍رجب ہے یہ غلط ہے دیوبندیوں نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں انہوں نے جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے اسی میں یہ لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال رجب کی ابتدائی تاریخوں یا ۱۵؍رجب میں ہوا تو دیوبندیوں کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ۲۲؍رجب بتانا تاریخ سے جہالت یا تاریخ میں خیانت و بددیانتی پر مبنی ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت وشہادت میں بھی مورخین کا اختلاف ہے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ تاریخ ولادت ۱۷؍ربیع الاول اور ۱۵؍رجب ۱۴۸ھ میں خلیفہ منصور کی زہر خورانی کے باعث آپ کی شہادت ہوئی بہرحال تاریخ وفات میں اختلافات کی وجہ سے اصل فاتحہ و نیاز میں کوئی خلل نہیں پڑتا جب بھی فاتحہ و نیاز کی جائے جائز ہے دن تاریخ کا تعین سہولت کے پیش نظر کیا جاتا ہے جس کی تفصیل آخر میں بیان ہوگی۔ فاتحہ و نیاز کے جو دشمن اور منکر ہیں وہ عقل بھی کھو بیٹھے ہیں ہم جب کسی بزرگ

کیلئے فاتحہ و نیاز ان کی تاریخ وفات کے موقع پر کرتے ہیں تو کہتے ہیں اس دن فاتحہ و نیاز کیوں کراتے ہو اور جب حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فاتحہ کے موقع پر ان کیلئے نیاز کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ان کی تاریخ وصال نہیں اس دن کیوں فاتحہ کرتے ہو کبھی کہتے ہیں کہ شیعہ کے ساتھ مل کر بدعت پھیلا رہے ہیں یہ سب ان کی فاتحہ سے دشمنی اور عوام اہلسنت کو گمراہ کرنے کی سازش ہے اور عامۃ المسلمین کو صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے کی فریب کاری ہے اگر بالفرض حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال ۲۲/رجب مان لی جائے اور اس روز فاتحہ دلائی جائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بھی فاتحہ و نیاز ہو جائے گی تو اس میں بھی کوئی شرعی ممانعت نہیں بلکہ اس طرح سے نیاز کرنے میں اہلبیت کے مخالفین کو جلن ہوگی اور جب صحابی رسول حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی ان کے ساتھ نیاز ہوگی تو صحابہ کرام کے دشمن بھی غیض و غضب میں جل جائیں گے اور اہل سنت کے اس عقیدے کا بھی اظہار ہوگا کہ الحمدللہ ان کے ایک ہاتھ میں دامن صحابہ ہے تو دوسرے ہاتھ میں دامن اہل بیت ہے اور ہم اہل سنت تمام بزرگان دین کو مانتے ہیں ان کی فاتحہ و نیاز دلاتے ہیں۔ رجب میں اس نیاز و فاتحہ کے موقع پر بعض جگہ دس بی بیوں اور لکڑ ہارے کی کہانیاں پڑھی جاتی ہیں وہ سب من گھڑت اور بے اصل و بے بنیاد ہیں نیز اس فاتحہ میں کونڈے کا استعمال ضروری نہیں اور جہاں پکاتے ہیں وہیں اور سورج نکلنے سے پہلے فاتحہ دلانا اور وہیں کھانا' کھلانا اور وہاں سے باہر نہ لے جانے وغیرہ کی پابندیاں بے اصل و بے بنیاد ہیں۔ مسلمانوں کو مشروع اور جائز عمل سے کوئی منع نہیں کرتا مگر یہ گروہ مناع للخیر (پ ۲۹ سورہ قلم آیت ۱۲) (بھلائی سے بہت زیادہ روکنے والا) کا مصداق ہے اس لئے یہ مسلمانوں کو بھلائی اور ثواب کے کاموں سے منع کرنا اپنا

گروہی فریضہ سمجھتا ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ فاتحہ، نیاز کا انکار فرقہ معتزلہ کے علاوہ کسی نے نہیں کیا یہ دیوبندی، نجدی، غیر مقلد، وہابی چونکہ اس حوالہ سے ان کا تعلق گمراہ معتزلہ فرقہ سے بھی ہے اس لئے اہل ایمان کو فاتحہ و نیاز جیسے امور سے روکتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان گمراہ اور بدمذہب و بدعقیدہ فرقے کے لوگوں کی گمراہ کن باتوں میں نہ آئیں اور اپنے اسلاف کی تعلیمات اور ان کے معمولات پر عمل پیرا رہیں اور ایسے ٹولوں سے دور رہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی گمراہ کن باتوں سے محفوظ رکھے۔

کھانے پینے کی اشیاء سامنے رکھ کر آیات تلاوت کرنے کا ثبوت: منکرینِ فاتحہ طرح طرح کے حیلے بہانے نکال کر فاتحہ کو شرک و بدعت قرار دیتے ہیں کبھی اشیاء سامنے رکھ کر فاتحہ کو بدعت و شرک قرار دیتے ہیں جبکہ سامنے کھانے کی چیز رکھ کر آیات مقدسہ تلاوت کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے

(۱) بخاری و مسلم و دیگر محدثین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث طویل روایت کرتے ہیں جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس مع ایک گروہ صحابہ کے جب پہنچے تو فرمایا **ھلمی یا ام سلیم ما عندک فاتت بذلک الخبز فامر بہ ففت و عصرت ام سلیم عکۃ لھا فادمتہ ثم قال فیہ رسول اللہ ﷺ ما شاء اللہ ان یقول ثم قال ائذن لعشرۃ فاذن لھم فاکلوا حتی شبعوا ثم خرجوا ثم قال ائذن لعشرۃ فاذن لھم فاکلوا حتی شبعوا ثم خرجوا ثم اذن لعشرۃ فاکل القوم کلھم و شبعوا و القوم ثمانون رجلا** (صحیح البخاری کتاب المناقب باب علامۃ النبوۃ فی الاسلام و کتاب الاطعمۃ باب من اکل حتی شبع، مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعہ غیرہ الخ، ترمذی کتاب المناقب باب فی آیات اثبات نبوۃ النبی ﷺ و ماقد خصہ اللہ عزوجل بہ، دارمی باب ما اکرم بہ النبی ﷺ فی

برکۃ الطعام، مالک فی المؤطا کتاب صفۃ النبی ﷺ باب ما جاء فی الطعام و الشراب و اللفظ للبخاری)

ام سلیم جو تمہارے پاس ہو لاؤ انہوں نے وہی روٹی (جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ حضور کی خدمت میں بھیجی تھی) حضور کی خدمت میں پیش کر دی حضور کے ارشاد سے وہ روٹی توڑی گئی ام سلیم نے کُپّا اس پر نچوڑ دیا جس میں کچھ روغن تھا وہ گویا سالن ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے جو خدا نے چاہا اس پر پڑھا پھر فرمایا کہ دس شخص کو کھانے کی اجازت دو ان کو اجازت دی وہ کھا کر آسودہ ہو گئے پھر فرمایا اور دس شخصوں کو اجازت دو پھر دس کو اجازت دو۔ غرض سب لوگ کھا کر آسودہ ہو گئے اور کل آدمی ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) تھے۔

(۲) دوسری حدیث انس رضی اللہ عنہ ہی سے صحیحین وغیرہما میں مروی **فصنعت امی ام سلیم حیسا فجعلته فی تور فقالت یا انس اذهب بهذا الی رسول اللّٰہ ﷺ فقل له بعثت بهذا الیک امی و هی تقرئک السلام و تقول ان هذا لک منا قلیل یا رسول اللہ قال فذهبت به الی رسول اللّٰہ ﷺ فقلت ان امی تقرئک السلام و تقول ان هذا منا لک قلیل فقال ضعه ثم قال اذهب فادع لی فلانا و فلانا و فلانا و من لقیت فسمی رجالا قال فدعوت من سمی و من لقیت قال قلت لانس عدد کم کانوا؟ قال زهاء ثلاث مائة قال و قال لی رسول اللّٰہ ﷺ یا انس هات التور قال فدخلوا حتی امتلات الصفة و الحجرة و فی روایة محمد بن رافع، و وضع النبی ﷺ یده علی الطعام فدعا فیه وقال ما شاء اللّٰہ ان یقول فقال رسول اللّٰہ ﷺ لیتحلق عشرة عشرة و لیاکل کل انسان مما یلیه، قال فاکلوا حتی شبعوا قال فخرجت طائفة و دخلت طائفة حتی اکلوا کلهم قال فقال لی یا انس ارفع قال فرفعت فما ادری حین وضعت کان اکثر ام حین رفعت** (صحیح البخاری کتاب النکاح باب الهدیة للعروس، مسلم

کتاب النکاح باب زواج زینب بنت جحش الخ، ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب و من سورۃ الاحزاب،
نسائی کتاب النکاح باب الھدیۃ لمن عرس و اللفظ للمسلم)

ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھجور اور گھی اور پنیر کا ملیدہ بنا کر ایک طشت میں رکھ کر حضرت انس کو دیا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ اور عرض کرو کہ میری ماں نے یہ بھیجا ہے اور سلام عرض کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ تھوڑی سی چیز میری طرف سے حضور کی خدمت میں حاضر ہے انہوں نے جا کر عرض کر دیا ارشاد فرمایا اسے رکھ دو پھر فرمایا انس جاؤ فلاں اور فلاں اور فلاں چند شخصوں کے نام لے کر فرمایا انہیں بلاؤ اور جو تمہیں ملے اسے بلا لاؤ۔ جن کو نامزد کر دیا تھا انہیں اور جو ملا اسے سب کو میں نے دعوت دے دی۔ جب میں واپس ہوا تو دیکھتا ہوں گھر آدمیوں سے بھرا ہوا ہے حضرت انس سے پوچھا گیا کتنے آدمی ہوں گے کہا کہ قریب تین سو (۳۰۰) کے۔ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ اس ملیدہ پر ہاتھ رکھا اور جو خدا نے چاہا پڑھا پھر دس شخصوں کو کھانے کے لئے بلایا اور فرمایا کہ اللہ کا نام لو اور اپنے قریب سے کھاؤ۔ سب کھا کر آسودہ ہو گئے پھر ایک گروہ نکلا اور دوسرا داخل ہوا یہاں تک کہ سب نے کھالیا حضور نے فرمایا کھانا اٹھاؤ میں نے اٹھایا میں نہیں جانتا کہ جب میں نے رکھا اس وقت زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا اس وقت زیادہ تھا۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی سے فاتحہ بر طعام کا ثبوت: فرماتے ہیں پس دہ مرتبہ درود خواندہ تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگانِ چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا تعالیٰ سوال نمایند (انتباہ فی سلاسل اولیاء ص ۱۰۰)

یعنی اس کے بعد دس دفعہ درود شریف پڑھ کر اور کچھ شیرینی پر خواجگانِ چشت کے نام کی فاتحہ پڑھیں اور اپنی رفعِ حاجات کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔ پھر زبدۃ النصائح

شریف ص ۱۳۲ میں فرماتے ہیں اگر ملیدہ و شیر برنج بناء بر فاتحہ بزرگے بقصدِ ایصالِ ثواب بروحِ ایشاں بپزند بخورانند مضائقہ نیست جائز است و طعام نذر اللہ اغنیا را خوردن حلال نیست اگر فاتحہ بانم بزرتے دادہ شد پس اغنیا راھم خوردن دراں جائز است اگر ملیدہ یا کھیر وغیرہ پر کسی بزرگ کی روح کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ پڑھ کر کسی کو کھلادیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور خدا تعالیٰ کی نیاز (صدقۂ واجبہ) کا کھانا صرف مساکین کو جائز اور امیروں کو جائز نہیں اور کسی بزرگ کی فاتحہ کا کھانا امیروں اور غریبوں سب کو کھانا جائز ہے۔

<u>مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے کھانے پر دعا مانگنے کا ثبوت:</u> فرماتے ہیں

(۱) حضرت امیر و ذریت طاھرہ او را اتمام امت بر مثالِ پیراں و مرشداں می پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ ایشاں دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنامِ ایشاں رائج و معمول گردید چنانچہ امیر المؤمنین جناب علی کرم اللہ وجہہ اور حضور کی اولاد مطہرہ کو تمام امت بمنزلہ پیروں اور مرشدوں کے جانتی اور امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے اور لوگ فاتحہ درود، نذر و صدقات وغیرہ ان کے نام دیتے ہیں چنانچہ دوسرے اولیاء کرام کے ساتھ بھی لوگ یہی معاملہ کرتے ہیں۔

(۲) اور پھر سوالات عشرۂ محرم کے سوال نہم کے جواب میں لکھتے ہیں طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و بر آں فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک میشود و خوردن آں بسیار خوب است (فتاویٰ عزیزیہ ج ۱ ص ۵)

یعنی جس کھانے اور نیاز کا ثواب حضرت امامین کی ارواحِ طیبہ کو بخشیں اور اس پر فاتحہ وقل و درود پڑھیں تو وہ کھانا متبرک ہوجاتا ہے اور اس کا کھانا بہت بہتر ہے۔

(۳) نیز تفسیر عزیزی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں چنانچہ فاتحہ و قل و درود خواندن طریق متعین است برائے رسانیدن ماکولات و مشروبات بارواح یعنی اسلام میں قل شریف اور الحمد شریف اور درود شریف پڑھ کر کھانے اور شربت وغیرہ کا ثواب اموات کو پہنچانے کا طریقہ متعین اور مقرر ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی سے طعام پر فاتحہ کا ثبوت: صراط مستقیم میں لکھتے ہیں نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات بطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل الخ (صراط مستقیم ص ٦٤) یعنی یہ نہ سمجھیں کہ مردوں کے لئے طعام اور فاتحہ خوانی کے ذریعے سے نفع پہنچانا درست نہیں بلکہ ایسا کرنا بہتر اور افضل ہے۔ تفسیر مدارک معالم بیضاوی اور کبیر میں روایت ہے کہ نماز ظہر کے وقت ایک سائل نے مسجد نبوی میں آ کر سوال کیا۔ جب اسے کچھ نہ ملا تو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا یا اللہ تو گواہ رہنا کہ میں نے مسجد نبوی میں سوال کیا اور محروم رہا یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت رکوع میں تھے اپنا دایاں ہاتھ اس کی طرف کر دیا اس نے حضور علیہ السلام کے سامنے ہی انگوٹھی آپ کے دستِ اقدس سے اتار لی اللہ رب العزت نے یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (پ٦ سورہ مائدہ آیت ۵۵) یعنی زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اس ارشاد عالی سے آپ کی تعریف فرمائی اس سے ثابت ہوا کہ جب حالتِ نماز میں جبکہ کسی قسم کی غیر حرکت کرنی منع ہے جمع بین العبادتین جائز ہے تو خارج از نماز بھی تلاوت قرآن مجید و دعا و تقسیم شیرینی اور طعام جو بصورت ختم مروج ہے جائز ہوگا۔

صدقہ وثواب مسلمانوں کو پہنچتا ہے کافروں کو نہیں اور منکرین نے اپنی راہ خود متعین کرلی: ان العاص بن وائل اوصی ان یعتق عنہ مائۃ رقبۃ فاعتق ابنہ ھشام خمسین رقبۃ فاراد

ابنہ عمرو ان یعتق عنہ الخمسین الباقیۃ فقال حتی سأل رسول اللہ ﷺ فاتی النبی ﷺ فقال یارسول اللہ ان ابی اوصی بعتق مائۃ رقبۃ و ان ھشاما اعتق عنہ خمسین و بقیت علیہ خمسون رقبۃ ا فاعتق عنہ فقال رسول اللہ ﷺ انہ لو کان مسلماً فاعتقتم عنہ او تصدقتم عنہ او حججتم عنہ بلغہ ذلک (ابو داؤد کتاب الوصایا باب ما جاء فی وصیۃ الحربی الخ)

حضرت عمرو بن عاص حضور کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے یارسول اللہ! میرے باپ عاص نے مرتے وقت مجھے اور میرے بھائی ہشام کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد تم دونوں پچاس، پچاس غلام میرے نام پر آزاد کر دینا کہ مرنے کے بعد کوئی تکلیف سامنے آئے تو یہ غلاموں کی آزادی میرے کام آ جائے میرے بھائی نے پچاس غلام اپنے حصے کے آزاد کر دیئے اور میں مسلمان ہو چکا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں آزاد کروں ورنہ نہیں حضور نے ارشاد فرمایا اگر تمہارا باپ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو اس کا ثواب اس کو پہنچتا۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ نیک عمل کا ثواب مسلمانوں کو پہنچتا ہے کافروں کو نہیں پہنچتا جو لوگ کہتے ہیں کہ نہیں پہنچتا وہ بھی ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ ان کے مردے ویسے ہی ہیں۔ اس حدیث کے تحت لمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں قولہ لو کان مسلما دل علی ان الصدقۃ لا تنفع الکافر و لا تنجیہ و علی المسلم تنفعہ العبادۃ المالیۃ و البدنیۃ یعنی اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو نہ صدقہ نفع دے اور نہ اسے نجات دے اور مسلمان کو عبادت مالی و بدنی دونوں سے نفع پہنچتا ہے۔

ایک عمل کا ثواب بے شمار لوگوں کے لئے یکساں ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے

امید قوی ہے کہ ہر شخص کو پڑھے گئے پورے کلام مجید کا ثواب پہنچے گا۔

ردالمحتار میں ہے **سئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاھل المقبرۃ الفاتحۃ ھل یقسم الثواب بینھم او یصل لکل منھم مثل ثواب ذلک کاملا؟ فاجاب بانہ افتی جمع بالثانی و ھو اللائق بسعۃ الفضل** (رد المحتار مطلب فی القرأۃ للمیت الخ ص ۱۵۳ ج ۳ مطبع امدادیہ) امام ابن حجر مکی سے سوال ہوا اگر قبرستان والوں کے لئے فاتحہ پڑھی ثواب ان کے درمیان تقسیم ہوگا یا ہر ایک کو اسی کے مثل پورا پورا ثواب ملے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک جماعتِ علماء نے دوسری صورت پر فتویٰ دیا ہے اور وہی فضلِ الٰہی کی وسعت کے لائق ہے۔

محیط و تتار خانیہ اور شامی میں ہے **الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین و المؤمنات لانھا تصل الیھم و لاینقص من اجرہ شئ** (شامی مطلب فی القرأۃ للمیت ص ۱۵۱ ج ۳ مطبع امدادیہ) جو کوئی نفلی صدقہ کرے اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ تمام مؤمنین و مؤمنات کی نیت سے کرے اس لئے کہ وہ ان سب کو پہنچے گا اور اس کے اجر سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر لاکھوں کروڑوں کو ثواب پہنچائے تو ہر ایک کو اتنا ہی ثواب پہنچے گا اور قاری کا ثواب کم نہ ہوگا بلکہ جتنے لوگوں کو ثواب بھیجے گا ان سب کے برابر قاری / بھیجنے والے کو ملے گا حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں **من قرأ الاخلاص احدیٰ عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات رواہ الطبرانی و الدار قطنی** (کنز العمال بحوالہ رافعی عن علی حدیث ۴۲۵۹۶ موسسۃ الرسالۃ بیروت ج ۱۵ ص ۶۵۵، فتح القدیر باب الحج عن الغیر ج ۳ ص ۱۴۳، رد المحتار باب الحج عن الغیر) جو شخص سورۂ اخلاص گیارہ (۱۱) بار پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو ہبہ

کرے تو مردوں کی تعداد کے برابر ثواب پائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا **اذا تصدق احدکم بصدقة تطوعا فیجعلها عن ابویه فیکون لهما اجرها و لاینقص من اجره شیئا** (رواہ الطبرانی و البیهقی فی شعب الایمان بحوالہ شرح الصدور ص ۲۱۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی) جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے اور اس کا ثواب اپنے والدین کو بھیجدے تو اس کا اجروثواب اس کے ماں باپ کو ملے گا اور اس کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ ﷺ یتبع الرجل یوم القیامة من الحسنات امثال الجبال فیقول: انی هذا؟ فیقال باستغفار ولدک لک (شرح الصدور ص ۲۱۴ دار الکتاب العربی) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں آدمی کے اعمال سے ملی ہوں گی تو وہ پوچھے گا یہ کہاں سے ہیں؟ فرمایا جائے گا یہ تمہارے لئے تمہاری اولاد کے استغفار کی وجہ سے ہے۔

فاتحہ میں تاریخ متعین کرنا عرفی ہے شرعی نہیں: گمراہ کرنے والوں کا ایک حربہ یہ بھی ہے کہ خاص کسی تاریخِ متعین میں فاتحہ ناجائز ہے اس بارے میں حقیقت امر یہ ہے کہ اس قسم کی جتنی تخصیصات ہیں وہ سب عرفی تخصیصات ہیں کوئی مسلمان اس کو شرعی نہیں جانتا اور نہ قرار دیتا کہ اسی تاریخ میں فاتحہ ہوگی اس کے علاوہ تاریخوں میں نہیں ہوگی لوگوں نے اپنے مصالح اور آسانی کے لحاظ سے ایسی خصوصیات مقرر کر رکھی ہیں اس خصوصیت کے غیر میں بھی جائز جانتے ہیں اور ایسی خصوصیت میں کوئی قباحت نہیں اور اس میں شک نہیں کہ بایں معنی وقت مقرر کرنے میں جو آسانی ہے وہ مبہم میں نہیں کہ وقت کی پابندی میں جس طرح

کام انجام پا جاتا ہے وہ مبہم رکھنے میں نہیں ہوتا کہ مبہم میں یہ ہوتا ہے کہ آج کریں گے کل کریں گے یوہیں زمانہ گذر جاتا ہے اور کام انجام نہیں پاتا اور معین کرنے میں ہو جایا کرتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور تمام منظم کام اس طرح بخوبی انجام پاتے ہیں اس کو تخصیص شرعی قرار دینا خوش فہمی ہے اور تخصیص کے جواز میں اصلاً شک نہیں عام طور پر تمام ممالک کی مساجد میں اوقاتِ نماز گھڑیوں سے مقرر ہوتے ہیں کہ اتنے بج کر اتنے منٹ پر فلاں نماز ہوگی تو کیا اس طرح جماعت کرنا ممنوع ہے اس میں بھی فائدہ ہے کہ تمام وہ لوگ جو جماعت کے پابند ہیں وقت پر آ جائیں گے اور اگر ایسے اوقات نہ مقرر ہوں تو کبھی جماعت ملے گی کبھی نہیں۔ اور اول وقت سے ہر نماز کے لئے آ کر جماعت کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اور ظاہر ہے کہ پابندی نہ ہو تو بعض مرتبہ گھنٹوں بیٹھنا پڑے گا اور کاروباری آدمی اتنا وقت نہیں خرچ کر سکتا پھر جماعت ملنے کا کیا اطمینان ہو۔ یوہیں مدارس میں اوقات درس، اوقات امتحان، ایام تعلیم و ایام تعطیل وغیرہ تمام انتظامی امور منضبط کئے جاتے ہیں تو کیا ان تخصیصات سے مدرسہ ناجائز اور ان میں پڑھنا بدعت ہے۔ گیارھویں کے ناجائز کہنے والوں کو چاہیے کہ اپنے یہاں سے مدارس اٹھا دیں اور کہیں کہ نفس تعلیم تو جائز ہے اور تخصیصات کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک مدرسہ ہوگا۔ اور فلاں جماعت میں فلاں فلاں کتابیں ہوں گی یہ سب بدعت ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں یہ کل تخصیصات موجود نہ تھیں لہٰذا یہ مدرسہ بدعت اور اس میں تعلیم ناجائز بلکہ تعلیم وہ جائز ہے کہ وقت بھی معین نہ ہو اور کتاب بھی معین نہ ہو اور کسی قاعدہ و ضابطہ کے تحت میں نہ ہو، کبھی پڑھنے والا صبح کو آ جائے اور کبھی دوپہر کو اور کبھی شام کو اور کبھی رات کو اور کسی روز صرف کی کتاب اور کسی روز نحو کی کتاب اور کسی روز منطق کی اور کسی روز فقہ کی، اصول کی، حدیث کی،

تفسیر کی اور یہ سب بھی کسی سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ نہ ہوں ورنہ پھر تخصیص پیدا ہو کر تعلیم ناجائز ہو جائے گی۔ اسی طرح اپنے دیگر امور خانہ داری اور کام و ملاقات وسیر و تفریح اور کھانے سونے وغیرہ کے لئے وقت مقرر کرنا جائز نہ ہوگا۔ ان کا جواز شرع سے مطلق ہے اور تخصیص بدعت ہے۔ یہ بدعت بدعت پکارنے والے سب سے پہلے اپنے تمام کاموں سے تخصیصات اٹھالیں اس کے بعد گیارہویں کو منع کریں۔

تاریخ، دن متعین کرنے کا ثبوت: مانعین گیارہویں شریف کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ کسی کارِ خیر کے لئے دن مقرر کرنا ناجائز اور بدعت ہے ہرگز نہیں بلکہ کارِ خیر کے لئے دن مقرر کرنا سنت نبوی سے ثابت ہے جیسا کہ

(۱) ابوداؤد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے رحمتِ عالم حضور پرنور ﷺ سے بارش کے نہ ہونے کا شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے عیدگاہ میں منبر رکھنے کا حکم فرمایا و وعد الناس یوما یخرجون فیہ یعنی ایک دن معین فرمایا کہ اس دن سب لوگ عیدگاہ کو چلیں چنانچہ حضور علیہ السلام اس دن طلوعِ آفتاب کے وقت عیدگاہ میں تشریف لے گئے اور بارانِ رحمت کی دعا فرمائی (سنن ابی داؤد، کتاب صلوٰہ الاستسقاء باب رفع الیدین فی الاستسقاء، مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الاستسقاء الفصل الثالث)

(۲) صحیح بخاری اور مسلم شریف میں ہے **عن ابن عمر قال کان النبی ﷺ یاتی مسجد قباء کل سبت ماشیا و راکبا فیصلی فیہ رکعتین** (بخاری کتاب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکۃ و المدینۃ باب من اتی مسجد قباء کل سبت و باب اتیان مسجد قباء ماشیا و راکبا، مسلم کتاب الحج باب فضل مسجد قباء، مشکوٰہ کتاب الصلوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰہ الفصل الاول) یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد

قباء میں کبھی پیدل اور کبھی سوار تشریف لاکر اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ صلحاء کا ہفتہ کے دن ملاقات کرنا سنت ہے (مظاہر الحق ج ۲ ص ۷۴۳)

(۳) بخاری شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **کان النبی ﷺ یتخولنا بالموعظۃ فی الایام الکراھیۃ السامۃ علینا** (بخاری کتاب العلم باب ما کان النبی ﷺ یتخولھم بالموعظۃ و العلم کی لاینفروا، مسلم کتاب صفات المنافقین باب الاقتصاد فی الموعظۃ، مشکوٰہ کتاب العلم الفصل الاول) یعنی نبی کریم ﷺ نے ہمارے پریشان ہوجانے کے خیال سے وعظ نصیحت فرمانے کے لئے چند دن مقرر فرمایا تھا یعنی پیر اور جمعرات۔

(۴) بخاری شریف میں **عن کعب ابن مالک** رضی اللہ عنہ **قال لقلما کان رسول اللہ ﷺ یخرج اذا خرج فی سفر الا یوم الخمیس** (بخاری کتاب الجھاد باب من اراد غزوۃ فورّی بغیرھا و من احب الخروج یوم الخمیس) یعنی حضرت ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ رسول خدا ﷺ نے جمعرات کے دن کے سوا کسی اور دن سفر فرمایا ہو۔ سوال یہ ہے کہ آیا جمعرات کے دن کے سوا باقی دن خدا تعالیٰ نے نہیں بنائے ہیں؟ بس ثابت ہوا کہ جمعرات کا دن مقرر کرنے میں کوئی خاص راز اور برکات مخفی ہے جو جناب رسالت م آب کے سوا دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

(۵) صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوقتادہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سوال کیا گیا آپ نے ارشاد فرمایا **فیہ ولدت و فیہ انزل علی** (مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر، مشکوٰۃ کتاب الصوم باب صیام التطوع الفصل الاول) اسی (سوموار) کو میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن شریف اترنا شروع ہوا۔

(۶) ابوداؤد اور نسائی شریف میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے **قالت کان رسول اللہ ﷺ یامرنی ان اصوم ثلاثۃ ایام من کل شہر اولہا الاثنین و الخمیس** (سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب من قال الاثنین و الخمیس، النسائی کتاب الصیام باب کیف یصوم ثلاثۃ ایام من کل شہر، مشکوٰۃ کتاب الصوم باب صیام التطوع الفصل الثانی) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہر مہینے کے تین دن پیر منگل بدھ یا جمعرات جمعہ ہفتہ کے دنوں کے روزہ رکھنے کا حکم فرماتے تھے۔

(۷) حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ جو آدمی جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے دو جمعوں تک اس کے دل میں نورِ ایمان و ہدایت روشن رہتا ہے الفاظ حدیث یہ ہیں **من قرء سورۃ الکہف فی یوم الجمعۃ اضاء لہ النور ما بین الجمعتین رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر** (مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن الفصل الثالث)

اس کے علاوہ اور بھی احادیث مبارکہ ہیں جن سے دن معین کر کے کام کرنا ثابت ہوتا ہے۔

دن مقرر کرنے کے جواز میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا فتویٰ: س ۲۲۳: مدرسہ و انجمنیں و کتب خانے قائم کرنے اور ان کے نام رکھنا جیسے دار العلوم، مدرسۃ الحدیث، انجمن اہلحدیث، آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس، آل انڈیا مومن کانفرنس، اتحاد المسلمین، جمعیۃ العلماء، سعید لائبریری، اسلامیہ لائبریری و امثالہا اور ان ناموں کے سائن بورڈ لگانا اور ان کے متعلق سالانہ مقررہ وغیر مقررہ جلسے اور ان کے اشتہار دینا، ڈھنڈورا کرنا، لوگوں کو بلانا اور ریزولوشن، میموریل، ضیافت، شامیانہ، فرش، روشنی، زینت، اسٹیج، پنڈال وغیرہ بنانا اور ناظم اور خزانچی و صدر و ممبر وغیرہ مقرر کرنا اور ان کے دستور العمل بنانا، اور لوگوں کو ان کا پابند کرنا، تعلیم و تقریر، کتب بینی کے لئے اوقات مقرر کرنا، تقریر اور امثالہا میں صدر کی

اجازت وہدایت کا لوگوں کو پابند کرنا اور ان میں غیر مسلمین کو شریک کرنا ثابت و جائز ہے یا نہیں؟

ج ۲۲۳: یہ تمام امور بہ نیت خیر کرنے جائز ہیں **ذرونی ماترکتم** و **لقولہٖ علیہ السلام الاعمال بالنیات** پس اسی اصول کے مطابق بزمِ غوثیہ، بزمِ چشتیہ وغیرہ بنا کر بزرگانِ دین کے عرس شریف، میلادالنبی اور گیارہویں شریف کے جلسے دن اور وقت مقرر کر کے کئے جاتے ہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنۃ میں دن مقرر کرنے کے متعلق لکھتے ہیں **انما ھو من مستحسنات المتاخرین** یعنی دن مقرر کرنا علماء متاخرین کے نزدیک مستحسن ہے **واللہ اعلم وعلمہ اتم**

اجرت پر قرآن پڑھنا: اجرت پر قرآن شریف پڑھنا پڑھوانا ناجائز ہے اور اس طرح پڑھنے کا کوئی ثواب نہیں کہ اس کا بدلہ یہی ہے نہ کہ ثواب اخروی اور جب پڑھنے والے کو ثواب ہی نہ ملا تو مردہ کو کیا پہنچائے گا (فتاویٰ امجدیہ ج ۱ ص ۳۶۲، ج ص ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

تلاوت وتہلیل میں اجرت لینا ضرور حرام ہے اور گناہ ہونے میں قطعی اور غیر قطعی ہونے کا فرق نہیں گناہ اگرچہ صغیرہ ہوں اسے ہلکا جاننا قطعی حرام ہے۔ جبکہ عادات ورواج کے مطابق قاری کو معلوم ہے کہ ملے گا اور اسے معلوم ہے کہ دینا ہوگا تو ضرور اجرت میں داخل ہے **المعروف کالمشروط** قاعدہ کلیہ ہے مگر جب صراحۃ معروف کی نفی کردے تو مشروط نہیں رہے گا مثلاً قاری سے صاف کہہ دیا جائے کہ دیا کچھ نہ جائے گا، یا وہ کہہ دے کہ میں لوں گا کچھ نہیں، اس کے بعد پڑھے، پھر جو چاہیں دے دیں وہ اجرت میں داخل نہ ہوگا **لان الصریح یفوق الدلالۃ کما فی الخانیہ وغیرھا** یعنی اس لئے کہ صریح کا درجہ

دلالت سے اوپر ہے جیسا کہ خانیہ وغیرہ میں ہے (فتاویٰ رضویہ ص ۴۶۲ ج ۹ مطبوعہ مرکز اھل سنت برکات رضا گجرات)

تلاوتِ قرآن مجید کی نوکری ناجائز وحرام ہے **کما حققه العلامة الشامی فی اجارة رد المحتار** (فتاویٰ رضویہ ص ۲۲۸ ج ۶ مطبوعہ مرکز اھل سنت برکات رضا گجرات)

مولیٰ سبحانہٗ تعالیٰ ایسے بندوں کو برکت دے جو قرآن عظیم پر اجرت لینے سے بچیں آپ صاف کہدیں کہ محض ادائے سنت وحصول ثواب کے لئے پڑھتا ہوں کوئی معاوضہ نہ چاہتا ہوں نہ ہوگا اس کے بعد امام یا جو مسلمان کچھ خدمت کریں وہ اجرت نہیں اس کا لینا حلال اور استاذ کو دینا سعادتمندی، فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے **الصریح فوق الدلالة** شرع میں دلالت بھی مثل صریح ہے مگر جب صریح اس کے خلاف ہو تو دلالت معتبر نہیں مثلاً قبر پر قرآن مجید پڑھنے کی اجرت لینی منع ہے لوگ جو مقرر کرتے ہیں اور اجرت کا نام درمیان میں نہیں آتا کو لیتے دیتے ہیں یہ بھی اجرت ہی ہے کہ عادۃً معلوم ہے کہ وہ لینے ہی کو پڑھتے ہیں اور یہ پڑھنے ہی پر دیتے ہیں ہاں اگر صاف کہدیں کہ دیا کچھ نہ جائے گا پھر دیں تو حرج نہیں کہ تصریحاً نفی اس عادت کی دلالت پر مقدم ہے (فتاویٰ رضویہ ص ۱۲۷ ج ۴ مطبوعہ مرکز اھل سنت برکات رضا گجرات)

اسی طرح شبینہ کہ ایک یا چند حافظ مل کر کرتے ہیں مکروہ ہے اکابر نے ایک ایک رات میں برسوں ختم فرمایا مگر وہ خاص اپنے لئے نہ کہ جماعت میں جس میں ہر قسم کے لوگ ہوں خصوصاً اکثر بلکہ شاید کل وہی ہوں جو اسے بار سمجھیں اور شرما شرمی شریک رہیں حدیث صحیح میں ہے **اذا ام احدکم الناس فلیخفف** (جب تم میں کوئی لوگوں کی امامت کرائے تو تخفیف سے کام لے) اور ارشاد فرمایا **لا یسأم حتی تسأموا** (اللہ تعالیٰ ثواب میں کمی نہیں

فرماتا جب تک تم نہ اکتاؤ) (مسند احمد ج ۶ ص ۲۴۷ دار الفکر بیروت، فتاویٰ رضویہ ص ۴۷۲ ج ۷ مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات رضا گجرات)

رمضان المبارک کا سامع اگر حاجت مند ہو اور اس سے اجرت نہ ٹھہری ہو اور نہ رواج کی رو سے اجرت مقرر ہو تو اسے بھی دے سکتا ہے کہ اب اسے بھی دینا نیک کام ہے اور اگر اجرت کی شرط ہو لی یا از روئے رواج اس کی اجرت قرار دیا ہے تو اسے دینا کچھ نیک کام نہیں بلکہ گناہ ہے **لانہٗ اجارۃ علی الطاعۃ و الاجارۃ علیھا باطلۃ الا استثناہ المتاخرون من امامۃ و اذان و تعلیم قرآن و لیس ھذا منھا و التحقیق فی رد المحتار و شفاء العلیل** کیونکہ یہ عبادت پر اجرت ہے اور عبادت پر اجرت لینا دینا باطل ہے مگر امامت پر یا اذان اور تعلیم قرآن پر اجرت جس کو متاخرین نے اس سے مستثنٰی قرار دیا ہے وہ اور چیز ہے یہ اس قبیل سے نہیں ہے اس کی مکمل تحقیق ردالمحتار اور شفاء العلیل میں ہے (فتاویٰ رضویہ ص ۵۹۵ ج ۱۳ مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات رضا گجرات)

اجرت لینے کا حیلہ: اور جب یہ فعل حرام کے مرتکب ہیں تو ثواب کس چیز کا اموات کو بھیجے گا گناہ پر ثواب کی امید اور زیادہ سخت و اشد ہے **کما فی الھندیہ و البزازیۃ و غیرھما و قد شدد العلماء فی ھذا ابلغ تشدید** یعنی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اور بزازیہ وغیرہ میں مذکور ہے علماء کرام نے اس مسئلہ میں بہت شدت برتی ہے ہاں اگر لوگ چاہیں کہ ایصالِ ثواب بھی ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے کے لئے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اتنی دیر کی ہر شخص کی معین کر دیں مثلاً پڑھوانے والا کہے میں نے تجھے آج فلاں وقت سے فلاں وقت تک کے لئے اس قدر اجرت پر نوکر رکھا جو کام چاہوں گا لوں گا وہ کہے میں نے قبول کیا، اب اتنی دیر کے واسطے اس کا اجیر ہو گیا جو کام چاہیے لے سکتا ہے اس کے بعد

اس سے کہے فلاں میت کے لئے اتنا قرآن عظیم یا اس قدر کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھ دو، یہ صورت جواز کی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے و اللہ سبحانہ و تعالیٰ و علمہ جل مجدہ اتم و احکم (فتاویٰ رضویہ ص ۵۳۷ ج ۲۳ مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات رضا گجرات)

فاتحہ کرنے کا مکمل طریقہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

سورہ کافرون (ایک بار): قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ O لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ O وَ لَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ O وَ لَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ O وَ لَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ O لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ O

تم فرماؤ اے کافرو! نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۂ اخلاص (تین بار): قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ O اَللّٰہُ الصَّمَدُ O لَمْ یَلِدْ ہ وَ لَمْ یُوْلَدْ O وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ O

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورہ فلق (ایک بار): قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ O مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ O وَ مَنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ O وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ O وَ مَنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ O

تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے اس کی سب مخلوق کی شر سے اور اندھیری ڈالنے والے کے شر سے جب وہ ڈوبے اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورہ ناس (ایک بار): قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ O مَلِکِ النَّاسِ O اِلٰهِ النَّاسِ O مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ O الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ O مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ O

تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب، سب لوگوں کا بادشاہ، سب لوگوں کا خدا، اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے اور دبک رہے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورہ فاتحہ (ایک بار): اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ O اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ O اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ O صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ە غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ O

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہاں والوں کا بہت مہربان رحمت والا روزِ جزا کا مالک ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ O ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ ە فِیْهِ هُدًی لِلْمُتَّقِیْنَ O الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ

وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰاھُمْ یُنْفِقُوْنَ O وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ O اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O (سورۂ بقرہ پ ۱ آیت ۱ تا ۵) اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ O (سورۂ اعراف پ ۸ آیت ۵۶) وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰالَمِیْنَ O (سورۂ انبیاء پ ۱۷ آیت ۱۰۷) مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمًا O (سورۂ احزاب پ ۲۲ آیت ۴۰) اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا O (سورۂ احزاب پ ۲۲ آیت ۵۶) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَ الْکَرَمِ وَ اٰلِہٖ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ O سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰالَمِیْنَ O (سورۂ صافات پ ۲۳ آیت ۱۸۰ تا ۱۸۲)

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہمارے دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں اور وہ جو ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب! تمہاری طرف اتارا اور جو تم سے پہلے اتارا اور آخرت پر یقین رکھیں وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے۔ بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے۔ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ محمد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ اے اللہ! ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد ﷺ جو جود و کرم کی کان (منبع و مرکز) ہیں پر اور آپ کی آل پر رحمت برکت اور سلامتی نازل فرما۔ پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو ان کی باتوں سے اور سلام ہے پیغمبروں پر اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب ہے۔

پھر دعا کے لئے ہاتھ بلند کرے اس طرح ایصالِ ثواب اور دعا کرے

مالکا! بادشاہا! بندہ نوازا! پروردگارا! جو کچھ بھی قرآن کریم، ختم شریف، کلمہ شریف، درود شریف، آیات مقدسہ وسورہ جات اور ذکر واذکار اور اوراد و وظائف اور بزرگانِ دین کے ختم شریف، حمد وثناء، نعت شریف، منقبت شریف اور نثر ونظم میں جو کچھ ذکرِ خیر کیا گیا طعام وشیرینی حاضر ہے سب کو اپنی بارگاہ دُربار میں شرفِ قبولیت عطا فرما سب کا ثواب اپنی رحمت کے شایان شان عطا فرما کر تاجدار مدینہ راحت قلب وسینہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں ہدیۃً تحفۃً پیش ہے شرفِ قبولیت عطا فرما، آپ ﷺ کے صدقے وطفیل تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی بارگاہ میں پیشِ خدمت ہے شرفِ قبولیت عطا فرما آپ ﷺ کے صدقے وطفیل تمام صحابہ کرام، تمام صحابیات، خلفائے راشدین، ازواج مطہرات، اہل بیت اطہار، ائمہ مجتہدین، تمام شہداء شہدائے کربلا وشہدائے بدر و احد وحنین اور تمام غزوات کے شہداء، تمام تابعین، تابعات، تبع تابعین، تبع تابعات کی بارگاہ میں ہدیۃً تحفۃً پیش ہے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ بالخصوص پیرانِ پیر، روشن ضمیر، قطب ربانی، محبوب سبحانی، سیدنا شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں نذر ہے شرفِ قبولیت عطا فرما آپ رضی اللہ عنہ کے صدقے وطفیل تمام سلاسل سلسلۂ عالیہ علیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ برکاتیہ رضویہ امجدیہ عزیزیہ ضیائیہ کے بزرگانِ دین، مشائخ عظام بالخصوص حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ، سلطان الہند خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ، حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ، حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ، حضرت گنج شکر رضی اللہ عنہ، حضرت بہاؤالدین زکریا رضی اللہ عنہ، مارہرہ مقدسہ کے تمام مشائخ عظام بالخصوص اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ، اعلیٰ حضرت کے تمام خلفاء وخلفاء کے خلفاء کو اس کا ثواب نذر ہے قبول فرما ان تمام بزرگان دین کے صدقے وطفیل اس کا ثواب تمام مؤمنین مؤمنات مسلمین مسلمات کی ارواح طیبات کو پیش ہے قبول فرما۔ بالخصوص فلاں بن فلاں یا فلانہ بنت فلاں کو اس کا ثواب پہنچا۔

الداعی الی الخیر: عطاء المصطفیٰ اعظمی

{بانی ومہتمم ومفتی وشیخ الحدیث دار العلوم صادق الاسلام ۴۸۳/۱۰ الیاقت آباد کراچی}

✪✪✪✪✪✪

ماخذ ومراجع

نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
قرآن کریم	کلام اللہ تعالیٰ	
کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن	امام اہلسنت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز

کتب تفسیر

جلالین	جلال الدین محلی متوفی ۸۶۴ھ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	قدیمی کتب خانہ
تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی متوفی ۷۴۵ھ	دارالکتب العلمیۃ
جمل مصری حاشیہ تفسیر جلالین	سلیمان بن عمر المعروف بالجمل متوفی ۱۲۰۴ھ	
صاوی	علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۹۱۳ھ	مکتبہ رحمانیہ لاھور
روح المعانی مصری	شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷ھ	دارالفکر
روح البیان	مولانا ومولی الروم شیخ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ھ	مکتبہ غفاریہ کوئٹہ
ارشادالساری	امام شہاب الدین احمد القسطلانی ۹۲۳ھ	دارالفکر بیروت
قنوی حاشیہ تفسیر بیضاوی		

کتب احادیث

صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل البخاری متوفی ۲۵۶ھ	دارالکتاب العربی
صحیح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ	دارالکتب العلمیۃ
جامع الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دارالکتب العلمیۃ
سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ	دارالکتب العلمیۃ
سنن النسائی	امام ابوعبدالرحمن بن احمد شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ	دارالکتب العلمیۃ
مسند احمد	امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ	داراحیاء التراث العربی

سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ	دارالکتب العلمیۃ
المستدرک	امام محمد بن عبداللہ الحاکم متوفی ۴۰۵ھ	دارالفکر بیروت
حلیۃ الاولیاء	امام الحافظ ابونعیم الاصفھانی متوفی ۴۳۰ھ	ادارہ تالیفات اشرفیہ
شرح مسلم	امام یحی بن شرف الدین النووی متوفی ۶۷۶ھ	قدیمی کتب خانہ
موطأ امام مالک	امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ	داراحیاء التراث العربی
شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ
مشکاۃ المصابیح	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی متوفی ۷۴۱ھ	دارارقم بیروت
المصنف لابن عبدالرزاق	الحافظ الکبیر ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی متوفی ۲۱۱ھ	داراحیاء التراث العربی
کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ھندی متوفی ۹۷۵ھ	
شرح السنۃ	امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ	
المصنف لابن ابی شیبۃ	امام عبداللہ بن محمد ابی شیبۃ متوفی ۲۳۵ھ	دارالفکر بیروت
البحر الزخار المعروف بمسند البزار	امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار متوفی ۲۹۲ھ	
الطبرانی	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	
فتح الباری شرح صحیح البخاری	امام حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ	قدیمی کتب خانہ
زرقانی شرح مؤطا امام مالک	امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی المصری المالکی متوفی ۱۱۲۲ھ	داراحیاء التراث العربی
مرقاۃ شرح مشکاۃ المصابیح	علامہ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
مرآۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	مطبوعہ قادری پبلشرز
نوادر الاصول	محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذی متوفی ۳۱۸ھ	دار صادر بیروت
شرح الصدور	امام جلال الدین عبدالرحمن السیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتاب العربی
اشعۃ اللمعات	محقق شیخ عبدالحق محدث الدہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	کتب خانہ مجیدیہ ملتان
لمعات (عربی)	محقق شیخ عبدالحق محدث الدہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	مکتبہ محمدیہ کراچی
مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ	

سنن دار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ	
فیض القدیر شرح جامع الصغیر	امام محمد عبد الرؤف المناوی متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الفکر بیروت

کتب فقہ حنفی

ہدایۃ	علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
فتح القدیر	امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد متوفی ۸۶۱ھ	مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ
بحر الرائق	علامہ شیخ محمد بن حسین بن علی متوفی ۱۱۳۴ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
الفتاویٰ الھندیۃ	ملا نظام الدین ۱۱۶۱ھ و جماعۃ العلماء الہند	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
رد المحتار	علامہ سید محمد امین المعروف بابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	مکتبہ امدادیہ ملتان
بہار شریعت	صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
طحطاوی علی المراقی	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ	قدیمی کتب خانہ

کتب التصوف

احیاء علوم الدین	حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ	
غنیۃ الطالبین	سید الاولیاء شیخ عبد القادر الجیلانی متوفی ۵۶۱ھ	
اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین	علامہ سید محمد بن محمد الزبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ	دار الکتب العلمیۃ

کتب المتفرقۃ

شرح عقائد	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۳ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
شفاء	قاضی ابو الفضل عیاض یحصبی متوفی ۵۴۴ھ	دار الکتب العلمیۃ
حیات اعلیٰ حضرت	مولانا ظفر الدین بہاری ۱۳۸۲ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا
حدائق بخشش	امام اہل سنت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا اکیڈمی بمبئی
نالہ امداد غریب مناجات	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی متوفی ۱۳۱۷ھ	

کتب فرق الباطلۃ (الدیابنۃ والوہابیۃ)

حاشیۃ علی موطا امام مالک	محمد اشفاق الرحمن کاندھلوی متوفی	قدیمی کتب خانہ
فتاویٰ رشدیہ	مولوی رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ	
براہین قاطعہ	مولوی خلیل احمد انبیٹھوی متوفی ۱۳۴۶ھ	
چراغ سنت	مولوی فردوس قصوری	
شہاب ثاقب	مولوی حسین احمد متوفی ۱۳۷۷ھ	
تحذیر الناس	مولوی قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ	دارالاشاعت
المہند	مولوی خلیل احمد متوفی ۱۳۴۶ھ	
قصائد قاسمی	مولوی قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ	
بہشتی زیور	مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ	
تقویۃ الایمان	مولوی اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	
حفظ الایمان	مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ	
صراط مستقیم	مولوی اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	
تعلیم الدین	مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ	
سلاسل طیبہ	حسین احمد مدنی متوفی ۱۳۷۷ھ، مولوی اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	
جواہر القرآن	مولوی غلام خان	
مجموعہ الفتاویٰ	احمد ابن تیمیہ حنبلی حرانی متوفی ۷۲۸ھ	مطبوعہ بامر الفہد بن عبد العزیز السعودی الطبعۃ الاولی
کتاب الروح	ابو عبد اللہ بن قیم جوزی متوفی ۷۵۱ھ	
التذکیر	مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ	
امداد الفتاوی	مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ	
السراج الوہاج	نواب صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ	مطبع صدیقی بھوپالی طبع اول ۱۳۰۲ھ
فتح الملہم	مولوی شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ	مطبوعہ مکتبۃ الحجاز کراچی

اخبار ورسائل

روزنامہ مشرق ۶۵/ ۱۱/ ۲۶
ہفت روزہ قندیل لاہور، ۳ جولائی ۱۹۶۶ء
اخبار ۵ تنظیم اہلحدیث روپڑ، ص ۵، ۱۵/فروری ۱۹۳۵ء